قال اللہ تعالیٰ ولا تطع من اغفلنا قلبہ عن ذکرنا واتبع ہوٰہ وکان امرہ فرطا

اور ایسے شخص کا کہنا نہ مانیئے جس کے قلب کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے اور وہ اپنی خواہش پر چلتا ہے اور اس کا یہ حال حد سے گزر گیا ہے

خواجہ بیتی

یعنی

نئی روشنی کے صوفی خواجہ حسن نظامی دہلوی کا کچا چٹھا

جس میں خواجہ صاحب کی مذہبی و اخلاقی حالت کا نقشہ کھینچکر یہ ثابت کیا گیا ہے کہ آپکا مذہب سوائے زرکشی و دنیا پرستی کے اور کچھ نہیں ہے آپ جیسی ہوا دیکھتے ہیں ویسا ہی رُخ بدلتے ہیں زمانہ کی رفتار کے موافق مضامین لکھنا خواہ اُن سے دین و ایمان کیسا ہی برباد کیوں نہ ہو یہ آپ ہی کا حصہ ہے اسمیں آپکے سلوک و تصوف اور درویشی و فقیری کی حقیقت بھی خوب بیان کیگئی ہے۔ آپکے مضامین کا نوجوانوں پر کیا اثر پڑتا ہے اور آپ کی اردو نویسی کہاں تک مذہب و اخلاق کو تباہ کرنیوالی ہے اسکی کافی وضاحت کیگئی ہے۔ امید ہے کہ ناظرین اس کے مطالعہ سے یہ فیصلہ آسانی کیساتھ کرلینگے کہ خواجہ صاحب مسلمانوں کے مذہبی معاملات میں دخل دینے اور علماء دین کے اقوال و تصانیف پر نکتہ چینی کرنے کے ہرگز اہل نہیں

از مولانا مولوی مشتاق احمد صاحب ساکن قصبہ چرتھاول ضلع مظفرنگر مدرس مدرسہ [illegible] رانڈیر

باہتمام مولانا شبیر علی صاحب تھانوی زاد مجدہ
در مطبع اشرف المطابع تھانہ بھون ضلع مظفرنگر طبع گردید

بار اول ۵۰۰
عبدالحمید صاحب کتب فروش کالا پورہ احمد آباد
قیمت فی جلد چھ آنہ ۶؍

مولانا مشتاق احمد صاحب چرتھاولی کی کتابیں

افسانہ عبرت

ہندوستان میں وہابی سُنی کے اختلاف نے جسقدر قوم کے شیرازہ کو منتشر کر رکھا ہے وہ ظاہر ہے۔ پہلے یہ اختلاف مقلد غیر مقلد کے نام سے مشہور تھا۔ مگر اب ایک گروہ حرص و ہوا کی جال میں پھنسکر ایسا راہ حق سے بھٹکا ہے کہ سنت کو مٹا کر بدعت کو رواج دینا اور تقلید امام کو پامال کر کے نفس کی پیروی کرنا اس کا شیوہ ہو گیا ہے۔ جو علماء توحید و سنت کے حامی و جاں نثار اور تقلید امام کے علم بردار ہیں اُن پر یہ بدعتی گروہ آوازے کستا اور کفر کے فتوے لگاتا ہے۔ اس رسالہ افسانہ عبرت میں مولانا چرتھاولی نے نہایت محققانہ طرز پر اس اختلاف کا سبب بیان کر کے وہابی سنی کی پہچان بتائی ہے۔ اور بہت سے اختلافی مسائل پر شرح و بسط کیساتھ بحث کر کے حق طلب اور انصاف پسند طبیعتوں کے لئے رستہ صاف کر دیا ہے۔ مندرجہ ذیل مسائل کی بحث تو خاص طور پر قابل دید ہے۔

تلاوت قرآن پر اجرت لینا جائز ہے یا نہیں۔ تیجہ۔ چہلم۔ دہم کو ایصال ثواب سے کیا تعلق ہے ایصال ثواب کا کھانا مالداروں کے کھانے سے ثواب پہنچتا ہے یا نہیں۔ پھولوں کا قبر پر چڑھانا کیسا ہے (یہ عجیب مضمون ہے) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو بشر کہنا کیسا ہے۔ عالمانہ بحث ہے۔ ان کے علاوہ اور بہت سے عقائد و مسائل کا بیان دلکش و دلچسپ انداز میں کیا گیا ہے۔ فرقہ نجدیہ کے عقائد کا اہل سنت کے عقائد سے مقابلہ کر کے یہ بتایا ہے کہ اصلی سنی کی کیا پہچان ہے

طبع دوم۔ قیمت ---------- آٹھ آنہ ---------- ۸ر

سرسید کا اسلام

یوں تو نیچری فرقہ کی تردید میں بہت سی کتابیں اور رسالے شائع ہو چکے ہیں لیکن یہ رسالہ سرسید کا اسلام اپنی نوعیت میں خاص امتیاز رکھتا ہے۔ اس میں حمد و صلوٰۃ کے بعد دین و دنیا کی ترقی کا سچا اور صحیح معیار بیان کر کے نواب محسن الملک کے دو خط بنام سید احمد خاں نقل کئے گئے ہیں جنکو دیکھکر معلوم ہو سکتا ہے کہ نواب صاحب سید احمد خاں کی تفسیر کے متعلق کیا خیال رکھتے تھے۔ اس کے بعد اصل مضمون شروع ہے۔ اور وہ اس طرح پر کہ اول سید احمد خاں کی تفسیر سے نیچری عقیدہ نقل کر کے اسکی لاجواب تردید کیگئی ہے اور یہ ثابت کیا ہے کہ سرسید تفسیر لکھنے کی قابلیت نہ رکھتے تھے حتی کہ صرف و نحو سے بھی واقف نہ تھے۔ پھر اُسی عقیدے کے متعلق علماء اہل سنت کا صحیح و متفق علیہ قول سنایا ہے۔ اس ترتیب سے یہ اپنی شان کا عجیب و غریب رسالہ بنگیا ہے جسکو علمائے وقت بھی بیحد پسند فرماتے ہیں۔ قیمت چھ آنہ ۶ر

ملنے کا پتہ عبد الحمید صابون فروش کالو پور ٹکسال کی پول احمد آباد گجرات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله الملك العلام الذی ھدینا الی الاسلام ووقانا من الشرک والکفر ووفقنا
لاداء الصلوة والصیام والقی فی قلوبنا محبة لمن احبه واتبع سنة خیر الانام ٥
وعداوة لمن عاداه واتبع ھواه وھلک بالمعاصی والاثام ٥ اللھم یا ذا الجلال والاکرام
لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمة وادخلنا دار السلام
وصل وسلم علی حبیبک ورسولک محمد سید الانس والجان ٥ الذی دعا الخلق
الی التوحید والایمان وحذر المسلمین عن موالاة المشرکین والتشبه بالکفار
اللئام ـ کان رحیما بالمومنین وحریصا علی ھدایة الخواص والعوام دعا ربه واستغفر
لامته باللیالی والناس نیام ـ بشر المومنین بالجنة فیھا النخل ذات الاکمام
والکافرین بالنار ذات الوقود فیھا شراب من حمیم وعذاب بانواع الالام ـ و
واخبرنا وھو مخبر صادق بلا کلام بظھور الفتن والشرور فی اواخر الایام فقال النوم
فیھا خیر من الیقظة والقعود خیر من القیام وعلی اله واصحابه الکرام ـ الذین انابوا
الیک وجاھدوا فی سبیلک باموالھم وانفسھم وقاتلوا عبدة الاصنام و
ونصروا الدین وھزموا المشرکین لشدة الاصطدام ـ وفازوا بالدرجة العلیا وبلغوا
المرام ـ الذین اخلصوا لک الدین واطاعوا نبیک فی کل مقام ـ وبایعوه تحت
الشجرة فعلمت ما فی قلوبھم فانزلت السکینة علیھم واثابتھم فتحا قریبا ومغانم
کثیرة اخذوھا بالکرامة والاحترام وعلی الذین تابعوھم بالاخلاص وتمسکوا
بالعروة الوثقی لیس لھا انفصام وسعوا فی اظھار الحق وتبلیغ الاحکام ـ والتفریق
بین الحلال والحرام ولم یخافوا اللوم والملام ـ وعلی جمیع عبادک الصالحین وعبادک
المخلصین ما دامت اللیالی والایام ـ **امابعد** یہ تو ظاہر ہے کہ زمانہ سلف میں

بھی فلسفیون ودہریون کا مقابلہ کرنے اور بے دینی ولامذہبی کا اثر مٹانے مین علماء اسلام کو
طرح طرح کی مشکلات کا سامنا ہوا ہے اور بعونہ تعالیٰ جب پوری ہمت و قوت سے کام لیا
گیا تو ایک حد تک فلسفہ کا جادو اُتارنے اور لامذہبی کا جنون دور کرنے مین علماء کو کامیابی بھی
ہوئی ہے لیکن اس زمانہ مین جو بیشمار آزاد خیال لوگ جدا جدا جماعتین بنا کر طائفہ اہلِ
حق کو مغلوب کرنے اور توحید وسنت کے مٹانے کی سر توڑ کوششین کر رہے ہین ان کے
فتنہ سے اسلام کو بچانے اور راہِ حق پر قائم رکھنے مین علماء ربانی کو زمانہ قدیم سے بھی زیادہ
دشواریان پیش آ رہی ہین۔ خصوصًا ہندوستان مین غیر مسلم حکومت نے جو مذہبی آزادی
دے رکھی ہے اس سے تو علماء پر چند در چند مشکلات کا اضافہ ہو گیا ہے پہلے زمانہ مین ایک
سب سے بڑی آسانی علماء اسلام کو غیر مذہب کے مقابلہ مین یہہ ہوتی تھی کہ ہر دو طرف کے
پیشوا نہایت قابل اور اپنے زمانہ مین بیمثل دیکھتا ہوتے تھے اس لیے اہل حق اُن سے خطاب
کرنے اور اصولی مناظرہ سے شکست دینے مین ہمیشہ کامیاب رہتے تھے۔ بخلاف اس کے
آج کل نہ لیاقت کا کوئی معیار مقرر ہو نہ کسی فرقہ کے اصول باقاعدہ مدون ہیں بلکہ صرف اردو نویسی
مین تھوڑی سی مہارت پیدا کر لینا ہی کسی قوم یا جماعت کے پیشوا بننے کیلئے کافی ہو گیا ہے اور
اس سے بھی زیادہ یہہ کہ اگر کسی کالج سے بی اے۔ یا ایم۔ اے کی ڈگری حاصل کر لی تو گویا
لیڈری و پیشوائی کے انتہائی مدارج طے کر لیے۔ چنانچہ آٹھ دس سال سے ہندوستان
مین جسقدر تحریکین ہوئین اُن کے بانی یا تو کوئی گریجویٹ ہوئے یا دہلی لکھنؤ کے کوئی اردو نویس
عام مسلمانون مین چونکہ علم دین کی روز بروز کمی ہوتی چلی جاتی ہے اس لیے قابلیت کی جانچ کرنا
اور سچے پیشوا کو پہچاننا بھی ان کے لیے مشکل ہو گیا ہے۔ پس اسوقت ہندوستان پر دو قسم کے
لوگ قومی حکومت کے دعویدار نظر آتے ہین۔ یا تو انگریزی خوان اور یا محض اردو نویس۔ اور جب
ان دونون قسمون کی ہندوستان مین کوئی تعداد و شمار نہین ہے تو یون سمجھیے کہ لیڈرون اور
پیشواؤن کا بھی کوئی حساب نہین ہے جسقدر انگریزی خوان و اردو نویس ہین وہ سب کے سب لیڈر
ہی ہین اور ہر ایک اپنے خیال کے موافق دوسرے سے جدا مذہب رکھتا ہے اس لیے یہ نتیجہ
آسانی سے نکل آیا کہ ہندوستان مین مذاہب کی کوئی تعداد ہی معین نہین ہو سکتی۔ اور لطف

یہ ہے کہ ان تمام مذاہب کی ایک ہی وقت اور ایک ہی زمانہ مین اشاعت ہو رہی ہے
اور اس سے بھی عجیب تر یہ کہ علمار حقانی کے مقابلہ مین یہ سب باہم متفق و متحد ہین غرضکہ
ہندوستان اس وقت ادیان مختلفہ کی طرفہ ترمعجون بنا ہوا ہے اور علمار حقانی کو ہماری خیال مین
اردو نویس پیشواؤن کا فتنہ دبانے مین سلف سے زیادہ مشکلات کا سامنا ہے۔ کیونکہ یہ لوگ
نہ اسلام کے اصول سے واقف ہین نہ فروع سے اسلئے ان سے خطاب کرنے مین علمار کو کسی عمدہ
نتیجہ کی امید نہین ہو سکتی۔ لیکن اسکے ساتھ ہی علمار کے خاموش رہنے اور ترک خطاب کرنے
سے جاہل پیشواؤن کو اور بھی زیادہ آزادی کے ساتھ گمراہی پھیلانے اور خیالات فاسدہ کی
اشاعت کرنے کا موقعہ مل گیا ہے۔ دوسری آفت یہ ہے کہ یوروپ کی تقلید مین اخبار نویسی کا مذاق
بھی ہندوستان مین روز بروز ترقی پر ہے۔ اور چونکہ ایڈیٹران اخبار کا کوئی خاص مذہب و خاص
مسلک نہین ہوتا اس لئے وہ ہر ایک لیڈر کے خیالات شائع کرتے اور اُسکے ہمنوا و ہمخیال طبقہ
مین اخبار کی مقبولیت بڑھانے کی کوشش کرتے رہتے ہین اور خود بھی جیسی ہوا دیکھتے ہین ویسا
ہی ترانہ گاتے ہین۔ حق تو یہ ہے کہ ایڈیٹران اخبار کی بہت ہی ضعیف ہستی اور نہایت کمزور
شخصیت ہوئی ہے۔ یہ ادنی دنیوی نفع کے لیے آخرت برباد کر دیتے ہین۔ کوئی دوزخ مین جائے
یا بہشت مین ان کو اخبار کی سالانہ قیمت سے کام ہے۔ خواہ کوئی بات کیسی ہی مفید ہو اگر ان کے
خیال مین اسکا شائع کرنا ناظرین اخبار کے مذاق کے خلاف ہوگا یہ ہرگز درج اخبار نہ کرین گے
غرضکہ ہندوستان مین ہشیار شیطانی لشکر مذہب حق کو مٹانے کے لیے نئی نئی چال سے حملے کرتا رہتا
ہے اس نے توحید و سنت کے پامال کرنے مین کوئی کسر نہین رکھی۔ یہ ہر وقت شریعت حقہ کو
پاش پاش کرنے پر تلا رہتا ہے اسنے اسلام پر قیامت کبری نازل کر دی ہے اور مسلمانون کے
عقائد و اعمال کو تہ و بالا کر ڈالا ہے یہ بظاہر اسلام کی دوستی کا دم بھرتا ہے لیکن اسکے ظلم و ستم نے
دشمنون کی غداری و مکاری کی یاد دل سے بھلا دی ہے۔ اس نے مختلف حیلون سے عوام پر
اثر ڈال کر اپنی خیرخواہی و قومی ہمدردی کا سکہ بٹھا دیا ہے۔ یہ توحید و سنت کے علمبردار اور
امت محمدیہ کے سچے خادم و جان نثار علمار پر آوازے کستا اور پھبتیان اڑاتا رہتا ہے اور اس
مقدس طبقہ کی توقیر مٹانے مین کوئی دقیقہ نہین اٹھا رکھتا۔ پس اسوقت علمار کو سوا اسکے نصراللہ

کی صدا لگانے اور نصر قریب کا انتظار کرنے کے اور کیا چارہ ہے آمین تو کسی کو کیا کلام ہے کہ خلافت اسلامیہ کے ساتھ عیسائی سلطنتون نے بیحد ظلم و ستم روا رکھا ہے اور جو کسی کے وہم و گمان مین بھی نہ تھا وہ سلوک ممالک اسلامیہ کے ساتھ کر بیٹھے۔ بلا شبہ جسقدر شکایات مسلمانانِ عالم کو اتحادیون خصوصاً حکومت برطانیہ سے ہین ہم اُن مین برابر کے شریک ہین اور جہان تک ہمارا خیال ہے کوئی بے حس اور بے غیرت مسلمان ایسا ہو گا جو اس بدسلوکی پر نہ کڑھتا ہو۔ مگر افسوس ہے کہ ہندوستان مین سوا دعا کرنے کے اور کوئی امداد سلطنت اسلامیہ کی ہم نہین کر سکتے اور اس کا سبب ظاہر ہے کہ یہان اس عظیم الشان جدوجہد کے لیئے ہندو مسلم اتفاق لازمی ہے بغیر اس اتفاق کے ایک قدم بھی اس وسیع میدان مین رکھنا ممکن نہین اور یہ تجربہ سے ثابت ہو گیا ہے کہ ہندو مسلم اتفاق تو درکنار خود مسلمانون مین بھی اتفاق ایک خواب و خیال سے زیادہ حقیقت نہین رکھتا۔ دیکھیئے جب علی برادران اور اُن کے پرستارون نے ہندو مسلم اتفاق کے جوش مین حدود شرعیہ سے تجاوز کر کے شعار کفر و شرک مین بڑے فخر کے ساتھ حصہ لینا شروع کیا اور جناب مولوی ظفر احمد صاحب نے خانقاہ امدادیہ تھانہ بھون سے اپنے مشہور رسالہ تحذیر المسلمین مین نہایت قوی علمی دلائل سے ان افعال کا خارج اسلام ہونا ثابت کیا تو خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی نے رسالہ ترک عترباتی گاؤ مین بجائے مولوی صاحب کے حضرت علامہ حکیم الامۃ مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب ظلہم العالی کو خواہ مخواہ مخاطب بنا کر ایسے ناشائستہ الفاظ قلم سے نکالے اور ایسی سخت سخت تہمتین لگائی ہین کہ آسمان پھٹ جائے اور زمین شق ہو جائے تب بھی ایک معمولی مسلمان ان کفریات کو زبان سے نہ نکالے چہ جائیکہ ایک مدعی سلوک و تصوف کی یہ شان ہو۔

پس جب اتفاق کا ڈنکا بجانے والے آنکھون پر پٹی باندھکر بجائے اصل مصنف کے دوسرے زبردست عالم کی توہین کرنے مین ذرا پیش و پس نہ دیکھین تو ممکن ہے کہ ہندو مسلمان آپس مین متفق ہو جائین ہمارے خیال مین خواجہ صاحب کو یہ زیبا تھا کہ وہ اپنی اور مسلمانون کی غلطی کا اعتراف کرتے ہوئے علماء سے اصلاح کی درخواست کرتے اور جو باتین مولانا ظفر احمد صاحب نے قابل ترک قرار دی تھین اُن کو ترک کرتے نہ یہ کہ محض نفسانیت سے اصل مطلب کو چھوڑ کر حضرت حکیم الامۃ کی شان مین یاوہ گوئی کرنے اور قوم کا شیرازہ بکھیرنے لگے

ناظرین درحقیقت خواجہ صاحب کی یہ زیادتی اور جوش وخروش کچھ سلطنت اسلامیہ کی حمایت مین نہین ہے بلکہ وہ تمام عمر اسی کوشش مین رہے ہین کہ جسطرح قابو چلے مسلمانون کو ہندوؤن مین فنا کردون اور تمام ہندوستان کا صرف ایک ہی مذہب بناکر چھوڑدون۔ اس دھن مین وہ عرصے سے خاک چھان رہے ہین۔ بلکہ بات تو یہہ ہے کہ چاندی سونا کما رہے ہین۔ جہان تک ہم نے غور کیا اُن کے تمول کا بڑا ذریعہ ہی ہندو پرستی ہے۔ اسی روش سے وہ بڑے بڑے ہندو مالدارون جاگیردارون کو تابع کرچکے ہین۔ کہنے کو تو سب یہی کہتے ہین کہ ہماری تمام کوشش اسلام کی بہبودی کیلئے ہے لیکن سب کا منظور نظر روپیہ اور عزت ودجاہت ہے بقول شخصے ؎

خوک باشی خرس باشی یاسگ مُردار باش ہرچہ باشی باش لیکن اندکے زردار باش

پس جسقدر یہ حیرت انگیز نظارے ہندوستان مین نظر آرہے ہین یہ سب حب جاہ ومال کے کرشمے ہین خلوص وللہیت کا ان مین نام بھی نہین ہے۔ یہی حالت خواجہ صاحب کی ہو کہ بُرائی ہوس پوری کرنے اور ہندوؤنکی نظرونمین زیادہ عزیز ہونے کے لئے ایسا ظلم کرنے کھڑے ہوگئے جسکو کوئی مسلمان خداترس جائز نہین سمجھ سکتا۔ حالانکہ اس سے پہلے خواجہ صاحب نے حضرت مولانا مدظلہ کی کئی مرتبہ تعریف کی ہے اور آپکے علمی تبحر اور خدمات دینیہ کا اعتراف کیا ہے۔ لیکن آج ہندوؤن کی خوشامد اور بیشمار دنیوی منافع حاصل کرنے کے لئے کمال بیحیائی اور چھچھورپن سے نامۂ اعمال سیاہ کرنے مین ذرا بھی تامل نہ کیا ہم ناظرین کی آگاہی کے لئے خواجہ صاحب کی ایک تحریر یہان بھی درج کرتے ہین جس مین مولانا مدظلہ کے ترجمۂ قرآن کی نسبت لکھتے ہین کہ

عــہ اردو ترجمون مین حضرت شاہ عبدالقادر صاحب اور حضرت شاہ رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہما کے ترجمہ قدیمی اور بہت اچھے مانے جاتے ہین مگر انکی اردو اب پُرانی ہوگئی اور محاورے بدل گئے اُن کے بعد ڈپٹی نذیراحمد صاحب کا ترجمہ بہت مشہور ہوا زبان کے اعتبار سے تو بیشک وہ بےنظیر ہے مگر ترجمہ مین محض زبان ہی ضروری چیز نہین ہے اسمین دین کے تمام اصول وفروع سے واقفیت بھی درکار ہے اس واسطے علمانے اس ترجمہ پر اعتراض کئے خصوصًا جناب

عــہ از فہرست کتبخانہ حسن نظامی دہلی ۱۲

مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نے جن کی حیثیت اسلامی اور آگاہی علم دین شہرۂ آفاق ہے ڈپٹی صاحب کے ترجمہ پر اصلاحی اعتراض فرمائے۔

میرزا حیرت صاحب نے بھی ترجمہ کیا تھا مگر اُس کو بھی علماء نے منظور نہ کیا اور غلطیون سے لبریز پایا۔ اسی طرح اور بہت سے لوگون نے ترجمے لکھنے شروع کئے لیکن اُن سب مین کوئی نہ کوئی غلطی ہی غلطی سے مراد یہ نہین کہ ترجمہ بالکل غلط ہوا بلکہ یہ کہ مسائل دین کے اصول و فروع کی مطابقت کامل طور سے ترجمون مین ملحوظ نہین رکھی گئی اور بعض اصل ترجمہ بھی غلط پایا گیا اب ہر پھر کر مولانا اشرف علی صاحب پر نگاہین اُٹھتی تھین کہ انھون نے اعتراض تو سب ترجمون پر کر دیا مگر خود کچھ کر کے نہ دکھایا اس واسطے جناب مولانا نے ترجمہ کیا اور تسلیم کرنا چاہیئے کہ اچھا کیا۔ ظاہر ہے کہ جو شخص ہندوستان بھر مین بلحاظ علمیت و باعتبار تقوی و صلاحیت اعلیٰ درجہ کا عالم مانا جاتا ہو اور جسنے ساری زندگی علم دین کی خدمت مین صرف کر دی ہو اور ہر وقت علوم قرآنیہ مین محو رہتا ہو اور پھر جسنے دوسرون کے ترجمون کو غور سے دیکھکر غلطیان بھی نکالی ہون اُس کا ترجمہ ہر حیثیت سے لاجواب ہوگا اور مین مانتا ہون کہ بیشک یہ ترجمہ سب سے بہتر اور قابل اعتماد ہے۔"

اول تو یہ ظاہر ہے کہ خواجہ صاحب کو قرآن مجید کے ترجمہ کی تنقید لکھنے کا کوئی حق نہ تھا کیونکہ تنقید وہی لکھے جو مترجم کے علم و فضل مین ہمپایہ ہو اور علوم قرآن پر کافی دسترس رکھتا ہو اور جو بازاری اردو جاننے کے سوا ایک آیت کا بھی صحیح ترجمہ نہ کر سکتا ہو اور نہ اُسکے متعلق فصاحت و بلاغت جانتا ہو اس کا ایک یگانۂ روزگار عالم کے ترجمۂ قرآن پر تنقید لکھنا چھوٹا منہ بڑی بات کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے تاہم اس سے اتنا تو ظاہر ہو رہا ہے اور یہی ہمین دکھانا مقصود ہے کہ خواجہ صاحب نے حضرت مولانا مدظلہم کی نسبت عقیدت کا اظہار کیا ہے خواہ درحقیقت آپ کچھ نہ سہی لیکن مریدون اور اردو نویسون مین چونکہ آپ بھی مولانا لکھے جاتے ہین اس لیے یہ تحریر خود آپ پر ایک حد تک حجت ہو سکتی ہے اور بلا تامل یہ ماننا پڑتا ہے کہ کم از کم ایک عامی جاہل کی طرح ہی آپکو حسن عقیدت مولانا کی نسبت ضرور تھی لیکن آج ہندوؤن کی خوشامد مین ایسی پلٹی کھائی اور ایسے کینہ در دشمن کی

طرح حواس باختہ ہوکر کچھ کا کچھ بک دیا ہے کہ گویا کبھی پہچانتے بھی نہ تھے۔ ہمین رہ رہ کر حیرت ہوتی ہے کہ جس شخص کی عمر کا اکثر حصہ ہندو پرستی مین گذرا ہو جس کا دین و ایمان ہندو مذہب کی خوبیان اور اُن کے اوتارون کے حالات بیان کرنے مین کمزور ہو گیا ہو وہ آج خلافت اسلامیہ کا حامی بن کر کھڑا ہوتا ہے اور اسلامی ہمدردی کے لہجہ مین ہندوانہ جذبات کو ظاہر کرتے ہوئے ایک علامہ حق آگاہ پر گستاخانہ حملہ کرتا ہے۔

افسوس ہی کہ مسلمانون کا مذاق ایسا بگڑ گیا ہے کہ یہ دوست و دشمن کی تمیز بھی نہین کر سکتے یہ بھیڑا چال چلنے کے ایسے عادی ہوگئے ہین کہ قلم اور زبان کی طراری سے ان کو جسطرف کوئی چاہے ہنکائے جائے ان کو خبر بھی نہین ہوتی کہ ہم جسکے اشارے پر چل رہے ہین وہ کس مذہب اور کس عقیدے کا ہے اور جسطرف وہ ہمین لے جانا چاہتا ہی وہ جہنم کا راستہ ہے یا جنت کا اسکے اشارے پر چلنے سے ہم ہلاک ہون گے یا فلاح پائین گے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ لوگ جاہلون کو سردار بنالین گے پس وہ سردار بغیر علم کے فتوے دیکر خود بھی گمراہ ہون گے اور دوسرون کو بھی گمراہ کرینگے۔ پس حسن نظامی بھی ایسا جاہل سردار اپنے مریدوں کو ملا ہے کہ جو خود بھی گمراہ ہے اور دوسرون کو بھی گمراہ کرتا ہے۔

دیکھیے مسلمانون کا عقیدہ ہی کہ حق تعالیٰ نے بہت سے رسول ہدایت خلق کیلئے مبعوث فرمائے مگر ہر ایک کا نام اور حال بیان نہین فرمایا اسلیئے ہمین اسی طرح اجمالی طور پر ایمان رکھنا چاہیے کہ جن انبیاء و مرسلین کا نام ہمین بتایا گیا ہے اُن کو بھی اور جن کا نہین بتایا گیا اُن کو بھی حق مانتے ہین ہمین یہ اختیار نہین دیا گیا کہ خواہ مخواہ جس مشہور آدمی کو چاہین اسی کو نبی تسلیم کرلین اور مثل انبیاء اولوالعزم کے اس کا مرتبہ جاننے لگین اگر ایسا کرینگے تو ضرور ہم اپنے نفس پر ظلم کرنے والے ہون گے مگر حسن نظامی کی جرات دیکھیے کہ کیسی بیباکی سے ہندوؤن کے مشہور حسن پرست اور عیاش اوتار کو پیغمبر حق تسلیم کرتا ہے۔ اُسپر سلام بھیجتا ہے اُس کے حالات زندگی کو پیغمبران اولوالعزم کے مبارک حالات سے مطابق کرتا ہی اُسکے شعبدون کو انبیاء علیہم السلام کے معجزات کی برابر مرتبہ دیتا ہے چنانچہ ہم کرشن بیتی سے ضروری اقتباس نقل کرتے ہین۔

(۱) قرآن نے سب پیغمبرون کو انسانی الزامون سے پاک کیا لہذا ہم مقلدان قرآن کا فرض ہے

کہ ہندوستانی پیشوایان دین کو بھی آدمیون کے بہتانون سے پاک کردین اور اُن کے ادب و
احترام کو دل مین جگہہ دین صفحہ ۳۵

(۲) قرآن مین لکھا ہے کہ خدا نے ہر ملک مین بھی اور پیغمبر بھیجے تھے اور کوئی قوم بھی ایسی نہین گذری
جس مین خدا کی طرف سے ہادی نہ گیا ہو قرآن مین ہے ولکل قوم ھاد ہر قوم کو ایک ہدایت کرنیوالا
دیا گیا ہے پھر وہ (یعنی مسلمان) کیون ہندوستان کے ہادی سری کرشن کے حالات سنکر اور پڑھکر
کرشن بیتی کی مخالفت کرتے تھے۔ صفحہ ۱۵۹

(۳) صاف سنو استقبال کو آگے بڑھو۔ کرشن جی پیدا ہوتے ہین۔ نور کی چادر تانو۔ اس سر
الٰہی کو اغیار کی آنکھون سے بچاؤ۔ چھپاؤ۔ چھپاؤ جلدی چھپاؤ۔ ابلیس کی نظر نہ لگ جائے صفحہ ۳۲
(۴) سلام تجھپر اے گوالن کی گود ٹھنڈی کرنے والے۔ سلام تجھپر گمنامون کے نام کو چار چاند
لگانے والے اے وہ جو ایک دودہ والے کی آغوش مین امیرون کی پھولون کی سیج سے زیادہ
آرام مین پالون پھیلائے سوتا ہے تجھپر ہزارون سلام۔ صفحہ ۳۶

ان عبارتون سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ حسن نظامی نے کرشن بیتی محض اسلئے نہین لکھی کہ ایک
غیر قوم کے بڑے آدمی کے حالات سے اہل ملک کو آگاہ کرین بلکہ یہ جتانا مقصود ہے کہ کرشن ان کے
نزدیک مثل دوسرے مشہور پیغمبرون کے ایک پیغمبر تھا اور صرف یہی نہین بلکہ مسلمانون کو بھی تعلیم
کرتا ہے کہ تم بھی اسکو پیغمبر برحق تسلیم کرو چنانچہ لکھتا ہے کہ
"اے میرے بھائی مسلمانو۔ تم ہرگز بعض جاہل ہندوون کی روایتون پر کچھہ خیال نکرو کیونکہ تمہارے
مذہب نے لازم کیا ہے کہ ہر دین کے ہادی کی عزت کرو" صفحہ ۴۶

اس عزت کرنے کا صاف مطلب یہی ہے کہ کرشن کو پیغمبر تسلیم کرلو جیسا کہ لکل قوم ھاد کے متعلق
اسنے لکھا ہے مگر اس خبط کا بھی کچھ ٹھکانا ہے کہ تمام ہندو کتابین تو کرشن کی عیاشی و حسن پرستی
کے حالات سے بھری پڑی ہین لیکن یہ کرشن کا شیدا امتی اسکو پاکباز۔ برگزیدہ نبی تسلیم کرتا
ہے اور اُسکے شرمناک کارنامون کی عجیب و غریب تاویلین کرکے فن تاریخ نویسی کو بدنام کرتا ہے
دیکھیے ہندو تو رادھا نامی عورت کو کرشن کی معشوقہ مانتے ہین اور کرشن نے جو کچھ اسکے عشق مین
حرکتین کی ہین اُن کو صاف صاف بیان کرتے ہین لیکن یہ نئے امتی ایسے خوش اعتقاد پیدا

ہوئے کہ رادھا کو عورت بھی نہیں کہتے بلکہ کرشن کی صفت عشق کا نام بتاتے ہیں چنانچہ لکھتے ہیں
رادھا میرے خیال میں کوئی عورت نہ تھی جیسا کہ عام طور پر ان کو گوپیوں میں تصور کیا
جاتا ہے بلکہ رادھا سری کرشن جی کے جذبہ عشق کا صفاتی نام ہے۔ چونکہ ہندو جذبات وصفات
کی تصویریں بنایا کرتے تھے اسواسطے انہوں نے کیف عشق کا جسکے مظہر سری کرشن تھے رادھا
نام رکھدیا اور اُس کی مورت بھی بنادی ص۵۱ کرشن بیتی۔

خیال کیجئے یہ کوئی تاریخ ہے یا مجذوب کی بڑ ہے تعجب ہے کہ جو شخص مجذوبانہ بڑ ہانکنے کا عادی
ہوگیا ہو اس کو تاریخ لکھنے کی کیوں ہمت ہوئی۔ یہاں خواجہ صاحب کو چاہیئے تھا کہ رادھا کی صفاتی
نام کے متعلق دو چار قول بھی نقل کرتے اور مورخانہ اصول کے موافق کسی ایک قول کو ترجیح دیتے
مگر بجائے اسکے آپ نے ایسی جدت سے کام لیا کہ اصل رادھا کا وجود بھی باقی نہ رکھا اب فرمایئے کہ ہم اسکو
مورخانہ کمال بتائیں یا مجذوب کی بڑ اس کا نام رکھیں۔

اور یہ بھی سُن لیجئے کہ یہ ساری جدوجہد بھی محض مسلمانوں کے بہکانے اور کرشن کا معتقد بنانے
کیلئے کی ہے جیسا کہ ہم ابھی دکھا چکے ہیں۔ اسی طرح یہاں بھی ایک لمبی بڑ ہانکنے کے بعد لکھتا
ہے " امید ہے کہ منصف مزاج اور سمجھدار مسلمان میری اس مختصر تشریح سے غلط بہتانوں کو
دل سے نکال ڈالینگے " ص۷۰ کرشن بیتی

امید ہے کہ ناظرین اب اچھی طرح سمجھ گئے ہونگے کہ خواجہ صاحب کیسے ہندو مذہب کے معتقد ہیں
اور کرشن کو کیسا سچا ہادی برحق یقین کرتے ہیں۔ اور کیسی عاجزی سے مسلمانوں کو کرشن کا
معتقد بنانا چاہتے ہیں تو کیا ایسے شخص کو حق پہونچتا ہے کہ مسلمانوں کے مذہبی معاملات
میں دخل دے اور ایک زبردست عالم کے سامنے آنے کی جرأت کرے افسوس خواجہ ع

تجکو یہ حوصلہ نہ کرنا تھا   چلو پانی میں ڈوب مرنا تھا

مگر ناظرین آپ ابھی کوئی قطعی فیصلہ نہ کریں اور خواجہ صاحب کو صرف ہندو پرست ہی خیال نہ
کر بیٹھیں۔ ان حضرت نے دوکانداری کے عجیب و غریب طریقے ایجاد کئے ہیں اور دین کا کوئی شعبہ
ایسا نہیں چھوڑا جس میں کوئی نئی ایجاد کرکے پیسہ نہ کمایا ہو۔ کرشن بیتی لکھکر ہندوؤں میں رسوخ
بڑھایا۔ اب آپ محرم نامہ دیکھئے جس میں شیعوں کے خوش کرنے اور مذہب اہل سنت کی وقعت

گھٹانے مین خوب زور قلم دکھایا ہے۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ جو ایک جلیل القدر صحابی ہین اُنکی شان مین بازاری الفاظ لکھے ہین حدیث شریف مین ہر اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم لیکن یہ ایک برگزیدہ اور قابل اقتدار صحابی کو مکر و فریب سے متہم کرتا ہے جو اہل سنت کے بالکل خلاف ہے۔ علاوہ اسکے محرم نامہ مین جو واقعات قلمبند کیے ہین اُن سے کبھی خواجہ صاحب کا شیعہ نما سُنی اور کبھی سنی نما شیعہ ہونا معلوم ہوتا ہے اور محرم نامہ پر ہی کیا منحصر ہے اُنکی کسی تصنیف کو دیکھکر یہہ رائے قائم نہین ہو سکتی کہ یہ کس مذہب اور کس مشرب کا آدمی ہے۔

شاید خواجہ صاحب ہمارا یہہ خیال دیکھکر خوشی مین پھولے نہ سمائین اور فوراً مجذوبانہ بڑ ہانکنے لگین کہ مین تو بندۂ عشق ہون۔ اور عاشق کا کوئی مذہب و مشرب تھوڑا ہی ہوتا ہے۔ سو خواجہ صاحب کو واضح رہے کہ ہم بھی آپ کو بندۂ عشق ہی سمجھتے ہین لیکن سوال یہہ ہے کہ وہ کونسا عشق ہے جسکے آپ بندے ہین؟ خدا اور رسول کا عشق تو آپکو چھو بھی نہین گیا ورنہ کیا ممکن تھا کہ آپ اعظم المشرکین کرشن کو پیغمبر برحق مان کر اُسپر ہزارون سلام بھیجتے اور مسلمانون کو اُسپر ایمان لانے کی دعوت دیتے پس ظاہر ہو کہ آپ دنیا کے عاشق ہین۔ جاہ و ثروت کے متوالے ہین۔ شہرت کے دلدادہ ہین۔ ناموری کے طالب ہین۔ آپکی ہر ادا عشق دنیا ہی کا پتہ دیتی ہے۔ مراقبہ کرتے ہین تو اسی کا۔ محاسبہ ہے تو یہی۔ محویت و استغراق ہے تو اسی مین۔ پس آپ کی محبوبہ و معشوقہ دنیا ہی ہے۔ اب جتنا بھی اسکی طلب مین آپ دین و مذہب کو برباد کرین تھوڑا ہے۔ آپ کی قسمت سے دنیا مین احمقون کی کمی نہین ہے بلکہ جب آپ جیسے احمق گر پیدا ہوتے رہین تو کسی وقت زمین پر احمقون سے خالی جگہہ تل رکھنے کو بھی نہ ملیگی۔ ہندوستان مین آج آپ ہی کا نام ہی جو ہر حلقہ مین بڑی عزت سے لیا جاتا ہے۔ مدرسہ ہو یا خانقاہ۔ بتکدہ ہو یا میکدہ۔ کتب خانہ ہو یا چھاپہ خانہ ہر جگہہ نئے نئے القاب سے آپ ہی یاد کیے جاتے ہین اُن مین سے چند القاب ہم بھی نقل کرتے ہین۔

(۱) حامی سیئات ماحی حسنات محب المشرکین عدو المسلمین فتنۂ روزگار فنا فی الدرہم والدینار در آفاق نامی گرامی جناب خواجہ حسن نظامی۔

ع میرے اصحاب مثل ستارون کے ہین جس کی بھی اقتدا کروگے ہدایت پاؤگے ۱۲

(۲) مخرب اسلام مؤید اصنام مصنف خرافات مؤلف ہزلیات درویش بے سپاس صوفی ناحق شناس مجدد الفتن جناب خواجہ حسن۔

(۳) شناور بحر نفسانیت سالک وادئ انانیت معدن کذب وریا مخزن حرص و ہوا۔ راس الضالین۔ سند المبتدعین۔ جامع مفاسد صوری ومعنوی جناب خواجہ صاحب دہلوی۔

(۴) شہسوار میدان زمانہ سازی۔ سیاح منازل فتنہ پردازی نقال صورت دلق پوشان۔ مصور شکل حق نیوشان ماہر طریق لغو گوئی۔ واقف سبیل عیب جوئی۔ ناظم حلقہ خود کامی جناب خواجہ حسن نظامی۔

کسی زمانہ مین ڈپٹی نذیر احمد دہلوی نے سید احمد خان کی تعریف مین قصیدہ لکھا تھا اسمین ایک شعر سارے قصیدے کی جان ہے۔ آج مادح وممدوح مین سے تو کوئی باقی نہین رہا لیکن وہ شعر موجود ہے پس آپ کی کثرت القاب کو دیکھتے ہوئے مجھ جیسا قدر شناس اس قحط الرجال کے زمانہ مین اُس شعر کا مصداق آپکو بنا دے تو چندان غیر موزون نہ ہوگا وہ شعر یہ ہے۔

طریق مختصر ہر گر ترے القاب یکجا ہون ۔۔۔ نہین ممکن کہ ابجد مین رہی حرف ہجا باقی

لیکن افسوس ہو کہ آپ کی سرکار سے تو کبھی تمغ خطاب سے محروم نہ رہے اور آپکو یہ خبر بھی نہوئی کہ خلق خدا ابتک تمہاری کیسے کیسے فصیح وبلیغ صوفیانہ القاب سے یاد کرتی ہے لہذا آپ کو خوش ہونا چاہیئے کہ آپکی قدر شناسی مین تو قوم نے غفلت نہین کی۔ اور آپ ہمیشہ قوم مین اعلی سے اعلی القاب سے یاد کئے جاتے ہین جنمین سے کچھ تو ہم نے اسوقت لکھدیئے ہین اور اگر آیندہ ضرورت ہوئی تو اور بھی لکھے جائینگے۔ مگر یہ بھی یاد رہے کہ جس عشق نے آپکو ایسا کثیر الالقاب بنا دیا ہے یہ اسکی ہی کارسازی ہے کہ آپ کسی ایک مسلک پر قائم نہین رہتے ہندوستان مین بہت سے مذاہب ہین لیکن ہر ایک اپنے اپنے خیال کے موافق ہمیشہ ایک ہی رنگ مین رہتا ہے اور آپ تو عشق دنیا مین محو ہو کر ہر روز نیا ہی ترانہ گلتے ہین۔

دنیا کمانے کا جو طریقہ آپ نے اختیار کیا ہے آج ہندوستان مین اسکی نظیر نہین ہے میرے نزدیک آپ ایمان فروشی کے جنرل مرچنٹ ہین کہ ہزارون قسم کی چیزین دین و

ایمان کی برباد کرنے والی آپکے یہان رہتی ہین
آپ کی شاپ مین جہان ہندوؤن کے لئے کرشن بیتی ہے وہان شیعون کے لئے محرم نامہ بھی ہے جس مین صحابہ رضی اللہ عنہم کی توہین کا کافی ذخیرہ جمع کیا گیا ہے۔ پس جب ایسا ایسا ناپاک مسالہ ہوتے ہوئے بھی دوکانداری نہ چمکے اور روپیہ کی موسلادھار بارش نہ ہو تو آپ جیسا خسر الدنیا والاخرۃ دنیا مین تلاش کرنے سے بھی کوئی نہ ملے۔ مگر نہین آپ آخرت تباہ کرکے دنیا مین ٹوٹے مین نہین رہے مین بڑے زور کے ساتھ بلا خوف تردید کہہ سکتا ہون کہ آپ اس کوشش مین کامیاب ہوگئے ہین۔ بلاشبہ آپ نے دین و ایمان غارت کرنے مین غیر معمولی جرأت دکھائی ہے کچھ شک نہین کہ آپ نے جنت کو برباد اور دوزخ کو آباد کرنے کا پورا سامان جمع کرلیا ہے مگر افسوس ہے تو بیچارے مریدون پر جو آپ کے ہتھکنڈون سے تو واقف ہین نہین محض آپکی مجذوبانہ ٹرسُن کر اور مستانہ ادا دیکھکر پھندے مین پھنس گئے ہین انھین آپکے حالات کا کیا پتہ ہے وہ تو حضرت سلطان الاولیاءؒ کے گھرانے کا بدنام کنندہ سمجھکر مرید ہوگئے ہین اور ”پیر کی پیری سے کام پیر کے فعلون سے کیا کام“۔ اس مقولہ پر عمل کرتے ہین اب پیر جانے اور اُس کی خرافات۔

البتہ جو خاص محرم راز ہین اور پیر کے عروج و نزول کے وقت دامن کے کسی کونے سے الجھے رہتے ہین اُن کو بہت کچھ چھپے بھید معلوم ہوتے ہین اور پیر کے بہت سے رموز کی خبر رکھتے ہین مگر چونکہ صوفیانہ مشرب مین بھید چھپانے کی بہت تاکید ہے اور آدمی خواہ کیسا ہی باخبر ہو پھر بھی کسی کو خبر نہین کرتا پس اسی طرح جو خاص مرید تاش شطرنج کے شریک و تھیٹر بائسکوپ کے رفیق ہین اُن کو بھی مجال نہین کہ خواجہ کے کسی راز کو فاش کردین بلکہ پیر تنی پرند مریدان می پرانند کے موافق دوسرون کو پھانسنے کی فکر مین لگے رہتے ہین اور جہان تک بن پڑتا ہے اچھی اچھی اسامی پر ہاتھ مارتے ہین۔ شہر کے دوسرے لوگ خواجہ کے چالاک مریدون کا چنڈال چوکڑی نام رکھتے ہین۔ بس یہ سمجھئے کہ جس کی طرف انہین سے کوئی جھکا اور آہستہ

؎ خوش قسمتی سے ہمین یہ بھید بعض احمد آبادی دوستون سے معلوم ہوا ہے مگر ہم اُن کا نام نہین بتا سکتے بیچارے غریب آدمی ہین نام ظاہر ہوتے پر معلوم نہین چنڈال چوکڑی اُن پر کیا آفت نازل کرے۔ عامہ

چنڈال چوکڑی

آہستہ چکر لگانا شروع کیا بیچارے کا تھوڑے ہی دنوں میں صفایا ہوجاتا ہے۔
مختصر یہ کہ حسن نظامی نے محرم نامہ میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں بہت ہی سخت الفاظ لکھے ہیں۔ ہم تاریخ الخلفاء سے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کا مختصر حال نقل کرتے ہیں جس سے معلوم ہوجائیگا کہ حضرات صحابہ رض (مہاجرین و انصار) نے بہت ہی غور و خوض اور کامل تحقیق و تفتیش سے حضرت ذوالنورین رض کو خلیفہ منتخب کیا اور آپکے ہوتے ہوئے دوسرے کو یہ منصب دینا خلاف مصلحت سمجھا تاریخ الخلفاء میں ہے۔

بویع بالخلافۃ بعد دفنِ عمر رض ثلث لیالٍ فروی ان الناس کانوا یجتمعون فی تلک الایام الی عبد الرحمٰن بن عوف یشاورونہ ویناجونہ فلا یخلو بہ رجلٌ ذو رای فیعدل بعثمانٍ احداً ولما جلس عبد الرحمٰن للمبایعۃ حمد اللہ واثنی علیہ وقال فی کلامہ انی رایت الناس یابون الا عثمان

(اخرجہ ابن عساکر عن المسور بن مخرمہ)

وفی روایۃٍ اما بعد یا علی فانی نظرت الناس فلم ارھم یعدلون بعثمان فلا تجعلن علی نفسک سبیلا ثم اخذ بید عثمان وقال نبایعک علی سنۃ اللہ وسنۃ رسولہ وسنۃ الخلیفتین بعدہ فبایعہ عبد الرحمٰن وبایعہ المھاجرون والانصار

حضرت عمر رض کے دفن سے تین رات بعد حضرت عثمان رض سے بیعت کیگئی اور روایت اسطرح ہے کہ لوگ ان تین دنوں میں حضرت عبدالرحمٰن رض بن عوف کے پاس جمع ہوکر بیعت کے بارہ میں صلاح و مشورہ کیا کرتے تھے۔ پس جو شخص صاحب رائے تنہائی میں حضرت عبدالرحمٰن رض کے پاس جاتا وہ حضرت عثمان رض کے مقابلہ میں کسی کی رائے نہ دیتا۔ تو جب حضرت عبدالرحمٰن حضرت عثمان رض سے بیعت کرنے کے لیے بیٹھے تو خدا تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی اور فرمایا کہ میں نے لوگوں کو دیکھا کہ عثمان رض کی طرف مائل ہیں۔ اور ایک روایت ہے کہ بعد حمد و صلوٰۃ کے حضرت علی رض کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ ای علی رض میں نے لوگوں کے خیالات میں غور کیا تو ان کو عثمان رض کی طرف مائل پایا۔ پس آپ اپنے لیے کوئی راستہ نہ اختیار کیجئے۔ یہ کہکر حضرت عثمان رض کا ہاتھ پکڑا اور کہا کہ ہم آپسے اللہ رسول اور دونوں خلیفہ (حضرت ابوبکر و عمر رض) کی سنت پر بیعت کرتے ہیں۔ حضرت عبدالرحمٰن رض کی بیعت کے بعد مہاجرین و انصار نے بیعت کی۔

(پھر دو چار سطروں کے بعد ہے)

وفی مسند احمد عن ابی وائل قال قلت

اور مسند احمد میں ابو وائل رض سے روایت ہے کہ میں نے

لعبد الرحمن بن عوف کیف بایعتم عثمان
وترکتم علیا قال ما ذنبی قد بدأت
لعلی فقلت ابایعك علی کتاب اللہ
وسنۃ رسولہ وسیرۃ ابی بکر وعمر فقال
فیما استطعت ثم عرضت ذلك علی
عثمان فقال نعم ویروی ان عبد الرحمن
قال لعثمان خلوۃ ان لم ابایعك فمن
تشیر علی فقال علی وقال لعلی ان لم
ابایعك فمن تشیر علی قال عثمان ثم
دعا الزبیر فقال ان لم ابایعك فمن تشیر
علی فقال علی او عثمان ثم دعا سعدًا
فقال من تشیر علی فاما انا وانت فلا نریدہ
فقال عثمان ثم استشار عبد الرحمن
الاعیان فرای ہوا کثرہم فی عثمان و
اخرج ابن سعد والحاکم عن ابن مسعود
انہ قال لما بویع عثمان امیرنا خیر من
بقی ولم نال ص ۱۰۸ و ۱۰۹

عبدالرحمن بن عوف سے کہا کہ تم نے علی رضہ کو چھوڑ کر
عثمان رضہ سے کس طرح بیعت کی۔ حضرت عبدالرحمن نے
فرمایا میرا اس مین کیا گناہ ہے مین نے اول علی رضہ سے
کہا کہ مین تم سے کتاب اللہ وسنت رسول اللہ وسیرت
ابوبکر رضہ وعمر رضہ پر بیعت کرتا ہون تو اسکے جواب
مین علی رضہ نے کہا کہ مین حسب طاقت عمل کرنے کا
وعدہ کرتا ہون۔ پھر مین نے یہی بات عثمان رضہ
پرپیش کی تو انھون نے صاف الفاظ مین آمادگی
ظاہر کی۔ اور یہ بھی روایت ہے کہ حضرت عبدالرحمن
نے حضرت عثمان رضہ سے تنہائی مین فرمایا کہ
اگر مین آپ سے بیعت نہ کرون تو پھر آپ کس سے
بیعت کرنے کا مشورہ دیتے ہین۔ کہا علی رضہ سے
پھر علی رضہ سے یہی کہا تو انھون نے کہا عثمان رضہ سے
پھر زبیر رضہ کو بلایا اور ان سے بھی یہی کہا تو انہون نے
کہا کہ علی رضہ یا عثمان رضہ سے۔ پھر سعد رضہ کو بلا یا اور
کہا کہ آپ کس کا مشورہ دیتے ہین مجھے اور آپ کو
تو خلافت کی ضرورت نہین حضرت سعد رضہ نے فرمایا کہ عثمان رضہ کا
پھر حضرت عبدالرحمن نے دوسرے بزرگون وسردارون سے
مشورہ لیا تو اکثر کی رائے حضرت عثمان رضہ کے بارہ مین دیکھی۔
اور ابن سعد اور حاکم نے حضرت ابن مسعود رضہ سے روایت کی
ہے کہ جب حضرت عثمان رضہ سے بیعت ہوچکی تو ابن مسعود رضہ
نے فرمایا کہ ہمارے امیر باقی سب سے بہتر ہین اور ہم نے
انتخاب کرنے مین کوتاہی نہین کی۔ ص ۱۰۸ و ۱۰۹
(تاریخ الخلفا)

اس سے معلوم ہوگیا کہ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کمال احتیاط سے صحابہ رضہ کے عام
رجحان ومیلان کے موافق حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو خلیفہ منتخب کیا۔ اگرچہ حضرت علی رضی اللہ
عنہ کمالات وفضائل مین مثل حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے تھے اور بوجہ قرابت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے امامت کے زیادہ مستحق تھے لیکن صحابہ رضہ نے اس خیال سے کہ امامت سے قرابت
کو تعلق نہین ہی بلکہ اسکے لئے دوسری قوت سیاسی وانتظامی بھی ضروری ہے اور یہ حضرت
عثمان رضہ مین زیادہ تھی اسی وجہ سے حضرت ابن مسعود رضہ نے فرمایا کہ ہمارے امیر باقی

صحابہ سے افضل ہین - لیکن افسوس ہے حسن نظامی کے حال پر کہ یہ اس انتخاب کو حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی چالاکی بناتا ہے اور محترم صحابی کو مکر وفریب سے متہم کرتا ہے چنانچہ ایک لمبی چوڑی بندش باندھکر لکھتا ہے کہ جب حضرت ابن عوف رضہ نے حضرت عثمان رضہ سے بیعت کی اور پھر سب حاضرین نے جوق جوق بیعت کرنی شروع کی حضرت علی رضہ کھڑے کے کھڑے رہ گئے اُن کی زبان سے یہ الفاظ نکلتے تھے مکر مکر فریب فریب - محرم نامہ صفحہ ۲۰ ملخصاً -

حسن نظامی کے ان الفاظ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی رضہ نے تمام صحابہ رضہ کو مکر وفریب کی تہمت لگائی اور یہ صاف الفاظ مین نہ فرمایا کہ اسمین حضرت عمرو بن عاص رض کی (نعوذ باللہ) سازش تھی - حسن نظامی کو یہ خیال بھی نہ ہوا کہ حضرت علی رضہ نے تو پہلے ہی حضرت عبدالرحمن رضہ کے جواب مین فرما دیا تھا کہ اگر مجھسے بیعت نہ کی جاوے تو مین خلافت کے لیے حضرت عثمان رض کو افضل سمجھتا ہون - پھر حضرت عثمان رض سے بیعت ہو جانے کو مکارانہ سازش کیون بتلاتے - مگر تعجب ہے کہ حسن نظامی نے اس اہم واقعہ کا کسی کتاب سے حوالہ نہ دیا تاکہ دوسرا بھی تحقیق کر سکتا اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ شخص تاریخ لکھنے کا ہرگز اہل نہین ہے بلکہ یہ محض کسی شیعہ رئیس کے خوش کرنے کے لئے اپنے سر پر وبال رکھا ہے اسی لئے کتب اہل سنت کے ساتھ کتب شیعہ سے مضامین اخذ کر کے دونون کو ایک کر دیا ہے مگر نام نہ سنی کتاب کا ہے نہ شیعی کا مگر ع تاڑنے والی قیامت کی نظر رکھتے ہین اسقدر چھپانے پر بھی ایک جگہہ آپکے قلم سے نکل ہی گیا جو نکلنا تھا اور وہ یہ کہ

"وفات کے وقت حضرت صلعم حضرت عائشہ رضہ کی گود مین تھے شیعون کی کتابون سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی رضہ کی گود مین تھے اور وصال کے وقت حضرت علی رضہ نے آپکی ٹھوڑی کو سہارا دیا" انتہی محرم نامہ صفحہ ۸

ہمین اب کسی مزید تشریح کی ضرورت نہین رہی ناظرین خود فیصلہ کرلین کہ مثل واقعہ وصال حضرت علیہ الصلوۃ والسلام دوسرے تمام واقعات مین مذہب اہلسنت کے خلاف کسقدر رنگ آمیزی سے کام لیا ہوگا اگرچہ دوسری جگہہ اتنا اشارہ کرنے کی بھی جرأت نہو سکی جتنا کہ واقعہ وصال مین کیا ہے مختصر یہ کہ حسن نظامی ایک لامذہب اور قومی اسنہ باز آدمی ہے یہ دنیوی طمع مین کبھی ہندو دہریت

عہ یہ مکالمہ حسن نظامی نے بھی محرم نامہ مین نقل کیا ہے مگر شیعہ پسندی نے توہین صحابہ رضہ کا پہلو غالب کر دیا - افسوس ۱۲

بنتا ہے کبھی شیعہ پرست چونکہ انگریزی تعلیم نے مذہبی مذاق کا بالکل ستیاناس کر دیا ہے اور اسکول و کالج مین مسلمان بچون کی روحانیت سلب ہو جاتی ہے اس لیے حسن نظامی کی خرافات اکثر ایسی کم سمجھ اور خالی المذہب طبقہ مین زیادہ مقبول ہوئی ہے۔ بہت کم ایسے انگریزی خوان لڑکے ہونگے جو حسن نظامی کی بکواس کا مطالعہ نہ کرتے ہون۔ یہ چونکہ اردو لکھنا نہین جانتے اور نہ انکی نظر مذہبی مسائل پر ہوتی ہے نہ بزرگان سلف کے سچے حالات سے واقف ہوتے ہین اس لئے حسن نظامی نے انگریزی خوانون کی جہالت سے ہر وقت فائدہ اٹھانے کے لیے یہ سلسلہ خرافات جاری کیا ہے اور اس کو سوائے رات دن ایسی بک بک مارنے کے اور کچھ کام نہین ہے جب مہینے دو مہینے کی بکواس جمع ہو گئی ایک رسالہ کی صورت مین شائع کر دی۔

ظاہر ہے کہ جس شخص نے اردو نویسی کو ذریعہ معاش بنا لیا ہو اور رات دن اسی فکر مین غوطہ لگاتا رہتا ہو وہ ہر قسم کے خیالات قلم سے ادا کرنے پر قادر ہو جاتا ہے چنانچہ طلسم ہوشربا۔ فسانہ عجائب وغیرہ اسی خیال آفرینی کا کرشمہ ہین۔ اگرچہ جو شاعرانہ نزاکت ان کتابون مین ہے حسن نظامی کو اسکی ہوا بھی نہین لگی تاہم یہ اس نئی روشنی کے زمانہ مین مقبول طفلان بن چکا ہے۔ اسکے تصوف اور درویشی کی بھی صرف یہی حقیقت ہے کہ صوفیانہ اصطلاح کو اردو مین ادا کرنے اور ساتھ کی ساتھ مجذوبانہ بڑ ہانکدینے سے یہ صوفی مشہور ہو گیا ہی مگر درحقیقت یہ شخص مکتب تصوف کا ابجد خوان بھی نہین ہے بلکہ اسنے اپنی بداعمالی اور تباہ حالی سے طبقہ صوفیہ کو بدنام کر دیا ہے۔ آج تک ایسا صوفی نہ ہوا ہو گا کہ راتون تھیٹر دیکھے اور دنون تاش کھیلے اور صوفیانہ مضمون لکھکر صوفی بنجائے مطبع اور اخبار کا نام درویشانہ رکھکر درویش اور باخدا فقیر کہلانے لگے۔ لمبے لمبے بال بڑہا کر مست اور مجذوب مشہور ہو جائے بقول شخصے ع نہ ہر کہ سر بتراشد قلندری داند۔

اور اگر صوفی و درویش بننے کے لیے مضمون نگاری ہی کافی ہے تو یونتو ہر اک شاعر صوفی و ولی ہے دیکھیئے غالب شاعر کہتا ہے ؎

یہ مسائل تصوف یہ ترا بیان غالب تجھے ہم ولی سمجھتے جو نہ بادہ خوار ہوتا

اور اگر اس شعر مین تھوڑی ترمیم کر دی جائے تو یون ہو سکتا ہے۔

یہ مسائل تصوف یہ ترا بیان خواجہ تجھے ہم ولی سمجھتے جو نہ تاش باز ہوتا

مگر حسن نظامی تاش بازی بھی چھوڑ دے جب بھی ہم اسکو محض مضمون نگاری سے ولی نہین کہہ سکتے ۔ رہے اردو خوان انکا تو ذکر ہی کیا ہے یہ تو اس کو تاش کھیلتے ہوئے بھی باخدا ولی سمجھتے ہین اور اس کی ہر ایک مستانہ ادا پر قربان ہوتے ہین۔

مختصر یہ کہ حسن نظامی کی کتابین صرف اردو خوان طبقہ مین مقبول ہوئی ہین جو نہ علم دین سے واقف ہے اور نہ اہل علم کی صحبت مین بیٹھتا ہے باقی تمام دیندار مسلمان اور علماء اسلام اسکی کتابون کو دیکھنا اور سننا حرام بتلاتے ہین ۔ چنانچہ ہم اخبار الفقیہ امرتسر مورخہ ۲۸ جمادی الاخری ۱۳۴۶ھ سے مولوی امام الدین صاحب کی تحریر اور علماء کے فتاوے نقل کرتے ہین ملاحظہ فرمایئے۔

خواجہ حسن نظامی صاحب کی کتابین کیسی ہین

(از مولوی حافظ امام الدین صاحب رام نگری)

۲۰ فروری ۱۹۲۸ء کے الفقیہ مین ایک صاحب نے علماء کرام سے خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی کی کتابون کے متعلق سوالات کئے ہین ۔ مین بدقسمتی سے عالم نہین ہون لیکن میرے پاس خواجہ صاحب کی کتاب "محرم نامہ" اور "یزید نامہ" کے متعلق بہت سے معلومات موجود ہین البتہ طمانچہ برخار یزید کو مین نے نہین دیکھا ہے لیکن جس نے محرم نامہ اور یزید نامہ کو دیکھا ہے وہ طمانچہ برخسار یزید کی نوعیت باسانی سمجھ سکتا ہے۔

سائل نے خواجہ حسن نظامی صاحب کا مذہب بھی پوچھا ہے واقعی یہ بہت ضروری سوال ہے اور اس قابل ہے کہ سائل صاحب اسی سوال کا پہلا نمبر رکھتے کیونکہ اس سوال کا جواب ان کے بہت سے سوالات کے جوابات ایک حد تک خود بتا دیگا ۔ بہرکیف ان کا مذہب کیا ہے اگر سائل صاحب نے محرم نامہ اور یزید نامہ دیکھا ہے تو خود بھی معلوم کر سکتے ہین کہ وہ لامذہب ہیں مسئلہ خلافت خلفاء ثلثہ سنیون اور شیعون کے درمیان ایک معرکۃ الآرا اور مابہ الامتیاز مسئلہ ہے ۔ محرم نامہ مین دیکھیے اس مسئلہ مین خواجہ حسن نظامی کی روش کیا ہے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک مستحق

ؔ مین نے دیکھا ہے جس مین خاندان بنی امیہ کو بدچلنی کی تہمت لگا کر فرضی قصون کے پیرایہ مین بیان کیا ہے اور اس کو اپنے لئے بہترین سرمایہ آخرت خیال کرتا ہے ۔۱۲

خلافت اولی حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ تھے اس لحاظ سے اُن کا میلان شیعیت کی طرف پایا جاتا ہے لیکن ساتھ ہی وہ حضرات خلفائے ثلثہ کو واجب التعظیم مانتے ہین اور اُن کے بُرا کہنے کو بُرا سمجھتے ہین یہ سنیت کی علامت ہے پس بلحاظ صورت اولی وہ سنی نہین کہے جاسکتے اور باعتبار صورت ثانیہ وہ شیعہ نہین ہوسکتے نتیجہ یہ نکلا کہ وہ نہ سنیؔ کہے جاسکتے ہین نہ شیعہ لہذا لا مذہب ہین میں بہت موٹی موٹی اور نمایاں باتون کو پیش کرتا ہون "یزید نامہ" کیطرف توجہ فرمایئے شیعہ سنی کے ملاپ کی شرطون کو دیکھئے کیسی کیسی شرطین لکھی ہین اور جن کو سب سے پہلے خود قبول کیا ہے آپ ہی خیال فرمایئے کہ ان شرطون کا ماننے والا شیعہ یا سنی یا کوئی اور معروف مذہب کہا جاسکتا ہے ہرگز نہین جو ان شرطون کو مانے گا لامحالہ لا مذہب ٹھیرے گا یہ دوسری بات ہے کہ خود اسی کو ایک مذہب قرار دیا جاوے جہان تک حسن نظامی صاحب کی تحریرون کا تعلق ہے معلوم ہوتا ہے کہ وہ جدید مذہب قائم کرنا چاہتے ہین یزید نامہ اس قیاس کا زبردست موید ہے انہون نے اپنے مشہور رسالہ نظام المشائخ دہلی مین سجدہ تعظیم کے جواز مین ایک مبسوط مضمون شائع کیا ہے اور لکھا ہے کہ قرآن وحدیث فقہ اعمال واقوال صحابہ ائمہ مشائخ صوفیہ سے ہر طرح سجدہ تعظیمی جائز ہے نعوذ باللہ جس شخص کے عقائد کی یہ حالت ہو افسوس کہ اسکی کتابون سے لوگ متاثر ہورہے ہیں واقعہ یہ ہے کہ خواجہ حسن نظامی صاحب نہایت ہی بے احتیاط شخص ہین دینیات میں انکی باتین بے حد ناقابل اعتبار ہوتی ہین ۔ بات یہ ہے کہ انکی سحر نگاری نے (جاہل) لوگون کو مسحور کر رکھا ہے لوگ ان کی رطب ویابس تصانیف پڑھتے اور مزے لیتے ہین کتنے انکی تحریر کے جادو کے مارے انکی شہرت کے رعب مین آکر یا خوش اعتقادی کی وجہ سے انکی تمام باتون کو موبمو قابل تسلیم سمجھتے ہین لیکن یقین مانئے کہ وہ سخت غلطی مین مبتلا ہین اور دردناک مغالطے کے شکار ہین خدا ان پر رحم کرے آپ "محرم نامہ" "یزید نامہ" اور "طمانچہ برخسار یزید" مین جو جو باتین آپ جذبات واعتقادات مین ہلچل ڈالنے والی دیکھین سمجھ لین کہ یہ اہل تشیع کی روایات ہین جو محض لغو ہین یا اہل سنت کی ہین تو پایۂ صداقت سے گری ہوئی یا خواجہ صاحب کی قطع وبرید کی ہوئی اور شکل مسخ شدہ

بخوف طوالت اب مین اپنی گفتگو ختم کرکے حضرات علمای کرام کے فتاوے متعلقہ "محرم نامہ" اور "یزید نامہ" پیش کرتا ہون یہ فتاوی محرم نامہ اور اُسکے اُس حصہ کے متعلق ہے جو

حضرت عمرو بن العاص رضؓ کے سب وشتم کے لئے وقف کیا گیا ہے کیونکہ مین نے اس حصہ محرم نامہ کے متعلق استفتا کیا تھا اور محرم نامہ کے الفاظ نقل کرکے بھیجے تھے۔

نقل فتوی مولوی احمد رضا خان بریلوی

الجواب - سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ تعالی عنہ جلیل القدر صحابہ کرام سے ہین۔ انکی شان مین گستاخی نہ کریگا مگر رافضی۔ جس کتاب مین ایسی باتین ہون اُس کا پڑہنا سُننا سنیون پر حرام ہے ایسے مسئلہ مین کتابون کے حوالہ کی کیا حاجت اہل سنت کے متون عقائد مین تصریح ہے۔ الصحابۃ کلھم عدول لانذکرھم الا بخیر صحابہ سب کے سب اصحاب خیر و عدالت ہین ہم اُن کا ذکر نہ کرینگے مگر بھلائی سے اگر کوئی شخص عقائد اہل سنت کی کتابون کو نہ مانیگا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کو نہ مانے گا نبی صلعم فرماتے ہین اسلم الناس وامن عمرو بن العاص بہت لوگ وہ ہین جو اسلام لائے مگر عمرو بن العاص ان مین ہین جو ایمان لائے رواہ الترمذی عن عقبۃ بن عامر رضی اللہ تعالےٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں عمرو بن العاص من صالحی قریش۔ عمرو بن العاص صالحین قریش سے ہین رواہ الامام احمد فی مسندہ عن سیدنا طلحہ بن عبید اللہ العشرۃ المبشرۃ رضی اللہ تعالی عنھم اجمعین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین نعم اھل البیت عبد اللہ وابو عبد اللہ وام عبد اللہ ست اچھے گھر والے ہین عبد اللہ بن عمرو بن العاص اور عبد اللہ کا باپ اور اس کی مان رواہ البغوی و ابو یعلے عن طلحہ رضی اللہ عنہ واخرجہ ابن سعد فی الطبقات بسند صحیح عن ابن ابی ملیکۃ وزاد یعنی عبد اللہ بن عمرو بن العاص رسول اللہ صلی اللہ تعالے علیہ وسلم نے انہین عمرو بن العاص رضی اللہ تعالے عنہ کو غزوہ ذات السلاسل مین اس الٰہی فوج کا سردار کیا جس مین صدیق اکبر رضؓ و فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہم تھے۔ ایکبار اہل مدینہ طیبہ کو کچھ ایسا خوف پیدا ہوا کہ متفرق ہو گئے۔ سالم مولی ابی حذیفہ اور عمرو بن العاص رضی اللہ تعالے عنہما تلوار لیکر مسجد شریف مین حاضر رہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خطبہ فرمایا اور اس مین ارشاد فرمایا الا یکون فزعکم الی اللہ و رسولہ الا فعلتم کما فعل ھذان الرجلان المومنان کیون نہوا کہ تم خوف مین اللہ و رسول کی طرف التجا لاتے

تمنے ایسا کیون نہ کیا جیسا ان دونون ایمان والے مردون نے کیا۔ منکر اگر احادیث کو بھی نہ مانے تو قرآن عظیم کو تو مانے گا اللہ عزوجل فرماتا ہے۔ لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ أُولَٰئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِنَ الَّذِينَ أَنْفَقُوا مِنْ بَعْدُ وَقَاتَلُوا وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ۔ تم مین برابر نہین جنھون نے فتح مکہ سے پہلے خرچ و قتال کیا وہ درجہ مین اُن سے بڑے ہین جنھون نے بعد میں خرچ و قتال کیا اور دونون فریق سے اللہ نے بھلائی کا وعدہ کیا اور اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ تم کروگے۔ اللہ عزوجل نے صحابہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو دو قسم فرمایا۔ ایک مومنین قبل فتح مکہ دوسرے مومنین بعد فتح مکہ۔ فریق اول کو فریق دوم پر فضیلت بخشی اور دونون فریق کو فرمایا کہ اللہ نے ان سے بھلائی کا وعدہ کیا ہے۔ عمرو بن العاص رضی اللہ تعالی عنہ مومنین قبل فتح مکہ میں ہیں اصابہ فی تمیز الصحابہ مین ہے۔ عمرو بن العاص بن وائل بن ہاشم بن سعید بالتصغیر بن سہم بن ہصیص بن کعب بن لوی القرشی امیر مصر یکنی اباعبداللہ و ابا محمد اسلم قبل الفتح فی صفر سنتہ ثمان وقیل بین الحدیبیۃ۔ بعد فتح تو راہ خدا مین جو ان کے جہاد ہین آسمان و زمین اُن کے آوازے سے گونج رہے ہین اور اللہ عزوجل نے دونون فریق سے بھلائی کا وعدہ فرمایا۔ اور مریض القلب معترضین جو انپر طعن کرین اگر ایمان رکھتے ہون تو ان کا منہ تتمہ آیت سے بند فرمایا کہ واللہ بما تعملون خبیر مجھے خوب معلوم ہے جو کچھ تم کرنے والے ہو مگر مین تو تم سے بھلائی کا وعدہ فرما چکا اب یہ بھی قرآن عظیم ہی سے پوچھ دیکھیے کہ اللہ عزوجل نے جس سے بھلائی کا وعدہ فرمایا اُسکے لئے کیا ہے فرماتا ہے إِنَّ الَّذِينَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِنَّا الْحُسْنَىٰ أُولَٰئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُونَ لَا يَسْمَعُونَ حَسِيسَهَا وَهُمْ فِي مَا اشْتَهَتْ أَنْفُسُهُمْ خَالِدُونَ لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْأَكْبَرُ وَتَتَلَقَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ هَٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ ۝ بیشک وہ جنکے لئے ہمارا وعدہ بھلائی کا ہو چکا جہنم سے دور رکھے گئے ہین اسکی بھنک تک نہ سنین گے اور اپنی من مانتی نعمتوں مین ہمیشہ رہینگے سب سے بڑی گھبراہٹ انھین غمگین نہ کریگی اور ملئکہ ان کا استقبال کرینگے۔ یہ کہتے ہوئے کہ یہ ہے تمہارا وہ دن جس کا تم سے وعدہ تھا اس ارشاد کے بعد مسلمان کی شان نہین کہ کسی صحابی پر طعن کرے۔ بفرض غلط۔ بغرض باطل طعن کرنے والا جتنی باتین بتاتا ہے اس سے ہزار حصے زائد بھی اس سے کہیے کہ أَأَنْتُمْ أَعْلَمُ أَمِ اللَّهُ کیا تم زیادہ جانو

یا اللہ۔ کیا اللہ کو ان باتون کی خبر نہ تھی باایں ہمہ وہ ان سے فرماچکا کہ مین نے تم سب سے بھلائی کا وعدہ فرمالیا تمہارے کام مجھ سے پوشیدہ نہیں ہیں تو اب اعتراض نہ کریگا مگر وہ جسے اللہ تعالے پر اعتراض مقصود ہے۔ واللہ تعالے اعلم۔

نقل فتوی دارالعلوم دیوبند

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ کتاب مذکور میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلفائے ثلثہ حضرات شیخین وحضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ تعالے عنہم پر فضیلت وفوقیت لکھی ہی موافق عقیدہ اہل السنت والجماعت کے نہیں ہے اسی طرح حضرت معاویہ رضؓ اور عمرو بن العاص رحؒ وغیرہ صحابہ کی نسبت بدگوئی اور بدظنی کرنا اہل سنت کے عقائد کے خلاف ہے اور بہت فسق ومعصیت ہے لاتسبوا اصحابی اور اصحابی کالنجوم وغیرہ احادیث کے خلاف ہی لہذا دیکھنا ایسی کتابون کا اور اسپر عمل کرنا درست نہیں ہے البتہ بغرض تردید اس کو دیکھا جاے اور اس کا ارادہ کیا جائے تو یہ سبب اجر عظیم ہے فقط والسلام علی من اتبع الہدی۔ کتبہ عزیز الرحمن مفتی مدرسہ دارالعلوم دیوبند

۱۰ شعبان ۱۳۳۶ھ

نقل فتوی فرنگی محل لکھنؤ

حضرت عمرو بن العاص رضؓ یا حضرت معاویہ رضؓ یا دیگر بنی امیہ مین سے اصحاب جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ورضی اللہ عنہم کو برا بھلا کہنا دائرہ اہل سنت والجماعت مین باقی نہیں رکھتا اور ایسی کتابون کا دیکھنا بقصد نہی لغویات کے درست نہیں ہے واللہ اعلم

حررہ الفقیر محمد عنایت اللہ عفی عنہ فرنگی محل لکھنو ۲۹ جمادی الثانی ۱۳۳۶ھ روز سہ شنبہ

لکھنؤ کے ایک اور فتوی کی نقل

باسمہ حامدا ومصلیا ومسلماً۔ علیکم السلام ورحمۃ اللہ۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ یا کسی

صحابی کی نسبت سوء ظن رکھنا یا گستاخی کے کلمات استعمال کرنا گناہ ہے اور ایسا سخت گناہ ہے
کہ ایسے شخص کو دائرہ اہل سنت سے خارج کہا جائے گا۔ خدا و رسول نے جمیع صحابہ کا تزکیہ کیا ہے
اور اسی وجہ سے اہل سنت کا اجماعی عقیدہ ہے کہ فکفّ عن ذکر اصحابنا الا بخیر۔ شیعوں کے
پیچھے نماز جائز ہونا بھی خلاف مذہب ہے اور جس شخص نے ایسے خرافات کلمات جن کو مستفتی نے درج
استفتا کیا ہے اپنی کتاب میں لکھے ہوں اُس کو مذہب اہل سنت کی کتابت نہ سمجھنا چاہیئے۔ اور اسکے
لکھنے والے کو دائرہ اہل سنت سے خارج جاننا چاہیئے۔ واللہ تعالے اعلم

کتبہ احقر عباد اللہ محمد عبد الشکور (مدیر النجم)

غرض ان تمام تحریروں وفتووں سے حسن نظامی کے لا مذہب دین فروش قومی دشمن باز ہونے میں کوئی
شبہ نہیں رہا مگر ناظرین کو اسپر بھی اکتفا نہ کرنا چاہیئے بلکہ ہم آپ کو حسن نظامی کے ایک دوسرے
مضمون کی طرف توجہ دلاتے ہیں کیونکہ ہمارا خیال ہے کہ اس اعجوبہ نگار کی پوری قلعی کھول کر حجت
تمام کردی جائے اور درحقیقت اس کا حوصلہ اس سبب سے اور زیادہ بڑھ گیا کہ علماء نے اس کو ہمیشہ نا قابل
التفات سمجھا اور اس کی بکواس پر کوئی توجہ نفرمائی اور اگر اسکے سر اٹھاتے ہی ہر طرف سے ضرب
لگنی شروع ہو جاتی تو آج اس کو اسقدر جرات نہ ہوتی اور اب تو کسی کی مخالفت نہ کرنے پر فخر کرتا
ہے اور اسطرح مسلمانوں میں اپنی ہر دلعزیزی و مقبولیت ظاہر کیا جاتا ہے چنانچہ کرشن بیتی کے
دیباچہ طبع ثانی میں لکھتا ہے۔ کہ

"جب میں یہ کتاب لکھ رہا تھا تو بعض لوگ خیال کرتے تھے کہ اسمیں سری کرشن کی اتنی زیادہ تعریف
کی گئی ہے کہ ہندو بھی نہیں کر سکتا اس تعریف کو عوام پسند نہ کریں گے اور اسکی مخالفت کا
جوش پیدا ہوگا خصوصاً وہ مسلمان جو سری کرشن سے واقف نہیں ہیں اس کتاب کو دیکھکر ناراض
ہوں گے اور کہیں گے کہ ایک مسلمان کو مناسب نہ تھا کہ وہ ہندو اوتار کی اتنی تعریف کرے مگر
میں اس صلاح ومشورہ کی کچھ پرواہ نہ کرتا تھا کیونکہ میں جانتا تھا کہ مسلمانوں کی قوم اپنے سچے مذہب
اسلام کی تعلیم کے سبب کبھی کسی غیر مذہب کے بزرگ کی تعریف سے ناراض نہیں ہو سکتی بلکہ جبکہ
اس مذہبی بزرگ کی پاکبازی ثابت کر کے دکھا دی جاوے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ کرشن بیتی کی کسی
مسلمان نے مخالفت نہ کی بلکہ مسلمانوں کے بڑے بڑے علماء مشائخ اور فلاسفروں نے اسکی تعریف

اور پسندیدگی مین مضامین لکھے"
اب دیکھیے علمار کی خاموشی سے حسن نظامی نے کستا بڑا فائدہ اٹھایا ہو کہ کرشن بیتی جیسی کتاب جو مسلمانون کو پیغام کفر دے رہی ہو دوسری مرتبہ طبع ہوئی ہے۔
ناظرین۔ اس کی یہ جرارت و بیباکی بھی قابل ملاحظہ ہو کہ مسلمانو نکی مخالفت نہ کرنا سچے مذہب اسلام کی تعلیم کا سبب بتاتا ہے گویا کھلم کھلا آنکھو نمین خاک ڈالتا ہو بھلا سچے مذہب اسلام کی یہ تعلیم کیون ہوتی کہ تم ہندوؤن کے اوتارون کو پیغمبر تسلیم کرو اُنپر ہزارون درود و سلام بھیجو۔ باقی علمار تو محض ایک چھچھورا اور بازاری دوکاندار سمجھکر خاموش رہے کہ کیون اس بہروپیہ کو منہ لگایا جسکے نہ دین کا ٹھکانا ہو نہ ایمان کا اور کیا ایسے شخص جو ہر روز نیا مذہب بدلتا اور نیا مسلک اختیار کرتا ہو علمار کے خطاب کے قابل ہوسکتا ہے؟ ہرگز نہین۔
البتہ جن لوگون نے (بقول حسن نظامی) کرشن بیتی کی تعریف کی ہو وہ ایسے ہی جاہل علما ہون گے جیسے حسن نظامی۔ اور ایسے ہی دوکاندار مشائخ ہونگے جیسے حسن نظامی۔ اور ایسے ہی لامذہب فلاسفر ہونگے جیسے حسن نظامی ورنہ جو علم دین سے واقعی حصہ رکھتے ہین وہ اس خرافات مجموعہ کفریات کی کیا تعریف کرتے۔ ہان مریدین کے خوش کرنے کے لیے علمار دین کی خاموشی ہی کو تعریف سمجھہ لیا جائے تو اس خود ساختہ اصطلاح سے کتاب کی اشاعت مین ضرور مدد ملیگی جو حسن نظامی کا دلی مقصد ہے ورنہ بات تو حقیقت مین یہی ہے کہ علمار دین نے حسن نظامی کی ہستی علمی و مذہبی حیثیت سے محض لاشے خیال کرکے پرواہ نہ کی۔ خود ہم نے بہت دفعہ ارادہ کیا کہ اس نئی روشنی کے صوفی کا سارا ڈھونگ ظاہر کردین اور مسلمانون کو اس کے بناوٹی تصوف سے نجات دلائین لیکن ہر کام کا ایک وقت اور ہر وقت کا ایک کام ہوتا ہے۔ ابتک تو یہ صرف اپنی طرف سے گمراہی پھیلانے مین مصروف رہتا تھا مگر جب اسنے آگے قدم بڑھا کر علمار دین کی توہین کرنے اور مسلمانون مین توقیر گھٹانے کی کوشش کی تو اس وقت کی خاموشی کو جرم عظیم خیال کیا۔ کیونکہ اگر مسلمان قوم مین علمار حقانی کا اقتدار قائم رہے اور مسلمان اُن کی تحریر و تقریر سے خوش عقیدگی کے ساتھ فائدہ اُٹھائے رہین تو حسن نظامی جیسے لامذہب صوفی کو گمراہی پھیلانے مین کوئی کامیابی نہین ہوسکتی اور جب ایک طرف تو گمراہانِ زمانہ اپنے مکر و فریب سے مسلمانون کو ہلاکت مین ڈالتے رہین اور دوسری

طرف مسلمان علما حقانی سے بدظن ہوکر انکی صاف و شفاف ہدایت سے محروم ہوجایں تو پھر سوائے اسکے کہ ہدایت کا دروازہ بند ہوکر بلا روک ٹوک بے دینی و لامذہبی کی اشاعت ہو اور کوئی فلاح و بہبودی کی صورت نہین ہوسکتی اسلئے مجھے رسالہ ترک قربانی گاؤ دیکھتے ہی یہہ خیال ہوا کہ آخر حسن نظامی کی شامت اعمال رنگ لائے بغیر نہ رہی اور اس کو دیکھتی آنکھوں کنوئین مین جھونکر ہی چھوڑا مین یہہ خیال کر کے بار بار یہ شعر پڑھتا تھا۔ ؎

چیونٹی کے جو پر نکل آئے ہے یقین عنقریب اجل آئے

یہہ خیال کرتے ہی مین نے اول تو ایک مضمون حسن نظامی کی "فتنہ انگیزتی" کے عنوان سے لکھکر ہزارون کی تعداد مین شائع کر دیا اسکے بعد حسن نظامی کی کتابین جمع کر کے اسکی بد دینی و قوم فروشی کا کچا چٹھا لکھنے لگا۔ چنانچہ اسوقت آپ کرشن بیتی و محرم نامہ کے لغویات ملاحظہ کر چکے ہین اب ان سب سے زیادہ "مرشد کو سجدۂ تعظیم" ملاحظہ کرین کہ اب تک تو صوفی درویش مولوی مولانا بننے ہی کا خیال تھا مگر اب مسجود مریدان بننے کی تدبیرین کر رہے ہین اور اناپ شناپ دلیلون سے کہین کی اینٹ کہین کا روڑا جمع کر کے سجدۂ تعظیمی کی عمارت تیار کی ہے۔ اور لطف یہہ ہے کہ اس کفریہ رسالہ مین اصول فقہ سے بھی بحث کی ہے اور خدا جانے کس نیم ملا خطرۂ ایمان سے حسامی وغیرہ کی عبارتین ترجمہ کرائی ہین کیونکہ خود بیچارے مین اتنی لیاقت کہان جو عبارت بھی صحیح پڑہ سکے۔ مگر مریدین مین علم و فضل کا سکہ جمانے کے لئے عبارتین جمع کرنیمیں جیسی کوشش کی ہے اگرچہ ان سے اصل مطلب (جواز سجدۂ تعظیم) کو کوئی تعلق نہین ہے۔ افسوس ہین حسن نظامی کی اس حماقت کو دیکھکر بار بار یہی کہنا پڑتا ہے کہ ؎

تجھکو یہہ حوصلہ نہ کرنا تھا چلو پانی مین ڈوب مرنا تھا

ناظرین۔ ہین رہ رہ کر حیرت ہوتی ہے کہ دنیا مین معاش حاصل کرنے اور مالدار بننے کے ہزارون طریقے ہین پھر کیون یہہ لوگ دینی مسائل ہی کو تختۂ مشق بنا کر روپیہ کماتے ہین آخر بہت غور کرنے کے بعد یہہ سمجھہ مین آیا کہ اول تو دنیوی کاروبار مین ایسی آسانی سے روپیہ نہین کمایا جاسکتا بلکہ ان مین نفع کے ساتھ نقصان کا بھی اندیشہ ہے چنانچہ آج کل کہ ہم یہہ رسالہ لکھ رہے ہین تاجرون کے سخت نقصان کی خبرین سننے مین آتی ہین جو سوداگر کہ صرف زمانۂ جنگ کا منافعہ ہلیں

رکھتے تھے اُن کی حیثیت کو سخت صدمہ پہونچا ہی غرضکہ تجارت کے دوسرے شعبون مین نفع و نقصان دونون ساتھ رہتے ہین علاوہ اس کے جو عزت و وجاہت علمی و درویشی رنگ مین حاصل ہوتی ہے وہ ولایتی مال بیچنے سے نہین ہو سکتی۔ دنیا دار تاجر سوائے اپنے ملازمون کے اور کسی پر حکومت نہین کر سکتا لیکن دین فروش صوفی اپنے مکر و فن سے دلون کو مسخر کر کے مدۃ العمر اُن پر حکومت کرتے ہین۔ گویا روپیہ کے ساتھ روپیہ والے کو بھی خرید لیتے ہین۔ تو یون سمجھیے کہ کوئی دنیا کماتا ہے اور کوئی دنیا دارون کو۔ کوئی پیسہ کماتا ہے اور کوئی پیسہ والون کو پس حسن نظامی نے اس کی اور ابلہ فریبی سے دنیا نہین کمائی بلکہ دنیا والون کو کمایا ہے اور یہ بات دوسرے کاروبار مین حاصل نہین ہو سکتی تھی اس لیے ساری دنیا پر لات مار کر فقط دین فروشی مین جو لطف ان زمانہ ساز لوگون کو آتا ہے اور جس عیش و عشرت سے یہ زندگی بسر کرتے ہین اُسکے سامنے آخرت کے راحت و آرام اور جنت کی گوناگون نعمتون کی ذرا بھی پرواہ نہین رہتی۔ رئیسون کے خوشنما محلون اور شاندار بنگلون مین مرید عورتون کے جھرمٹ مین بیٹھکر فردوس بر روی زمین کا ایسا دلفریب نظارہ ان کو نصیب ہوتا ہے کہ جنت کے حور و غلمان کی حقیقت ایک دل خوش کن وعدہ سے زیادہ نہین سمجھتے۔

مختصر یہ کہ حسن نظامی نے جہان مریدون کا دین و ایمان تباہ کرنے کا سامان مہیا کیا تھا وہان سجود بننے کے لیے بھی بہت ہاتھ پاؤن مارے ہین۔ لیکن اس اناڑی مصنف کو یہ خبر بھی نہین کہ میرا دعوی کیا ہے اور مین لکھ کیا رہا ہون۔

بظاہر اس کا دعوی سجدہ تعظیمی کے مباح ہونے کا ہے لیکن اس مباح فعل کے منکر پر لعنت اور پھٹکار بھی برساتا ہے چنانچہ اپنی کتاب کے صفحہ ۱۱ و ۱۲ پر لکھتا ہے کہ

"قرآن شریف مین تعظیمی سجدہ کا حکم فرشتون کو دیا گیا انہون نے تعمیل کی تو فرشتے رہے ابلیس نے انکار کیا تو لعنتی ہو گیا۔ اور اُس پر پھٹکار کی گئی قرآن مین ابلیس کے متعلق لفظ اَبیٰ (انکار کیا) اور اِستکبَرَ (اور اپنے آپ کو بڑا جانا) آئے ہین۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سجدہ تعظیمی سے انکار کرنے والے بھی اپنے آپ کو بڑا جان کر ایسا کرتے ہین ان کا یہ فعل ابلیس کی طرح صریحاً موجب لعنت و پھٹکار ہے۔" انتہی۔

ہمین اس لعنت و پھٹکار پر کوئی حاشیہ چڑھانے کی ضرورت نہین اگر حسن نظامی کے مخاطب تمام

مسلمان مرید و غیر مرید علما و صلحا ہین تو یقیناً یہ لعنت و پھٹکار اُلٹی حسن نظامی پر ہمیشہ پڑتی رہے گی
اور اگر صرف مریدین ہی کو مخاطب کیا ہے تو سمجھ لیجئے کہ اس دھمکی سے شاید ہی کوئی مرید ایسا رہا ہو
جو حسن نظامی کو سجدہ نہ کرتا ہو ورنہ اُس کی طرف سے مرید و نیز ہر وقت لعنت و پھٹکار کی بارش
برستی ہوگی۔ اب خواہ کشفی شاہ ہون۔ یا پریمی شاہ جسنی شاہ ہون۔ یا قربتی شاہ کوئی حسن نظامی
کی لعنت سے باقی نہین رہ سکتا مگر یہ کہ حسن نظامی کو سجدہ کرین۔
یہ ہم پہلے بتا چکے ہین کہ حضرات علماء نے محض اسکی جہالت کی وجہ سے کبھی اسکو منہ نہین لگایا اور
یہی خیال کیا کہ دنیا مین جہان اور مکر و فریب کھانے کمانے والے ہین اس کو بھی کھانے کمانے دو ہان
اخبار اہل سنت امرتسر یکم جولائی ۱۹۲۰ء مین ایک مختصر مضمون سجدۂ تعظیم کے متعلق شائع ہوا تھا
جو ہم درج ذیل کرتے ہین

زمانہ حال مین تصوف باعث شرک ہوگیا

قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم لا تسجدوا الا للہ دنیائے اسلام مین جو عزت فقیرون کو حاصل
تھی وہ انھون نے اپنے ہاتھون ذلت مین تبدیل کرلی کیونکہ یہ لوگ کچھ تو پہلے ہی جاہل تھے کچھ ہمارے
جاہل بھائیون نے ان کو بگاڑ دیا ہے کہ وہ حد سے بڑھ کر ان لوگونکی تعظیم و تکریم کرنے لگے جو کچھ یہ صوفی
فرماوین نقش کالحجر سمجھا جاتا ہے گویا اس کا انکار خدائی کا انکار ہے حال ہی مین خواجہ حسن نظامی
دہلوی نے جن کو مصور فطرت کہا جاتا ہے اپنی ڈبل غلطی کا ثبوت دیتے ہوئے قرآن و حدیث کی صریح
مخالفت کرکے سجدہ غیر اللہ کیلئے جائز قرار دیا ہے اور اس کی تقویت اپنے رسالہ نظام المشائخ مین
مختلف عنوانون سے کی ہے۔ مثلاً قرآن مین سجدہ تعظیمی کی ممانعت کہین بھی نہین (۲) آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے ایسے سجدہ کی اجازت دی تمام بزرگون اور اُن کے مزارات پر سجدہ کرنا جائز ہے
سجدۂ تعظیمی کا انکار کرنے والا لعنتی ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک
چونکہ خواجہ صاحب کا یہ فرمانا خلاف شریعت ہے لہذا بذریعہ نوٹس ہذا اطلاع دیجاتی ہے کہ
جو شخص سجدۂ غیر اللہ کا حکم دیوے وہ دشمن توحید اسلام ہے۔ خواجہ حسن نظامی سے میل ملاپ ترک کردینا
چاہیئے جبتک کہ وہ ایسے عقیدہ فاسدہ سے باز نہ آوین۔ محمد شریف نصیب قریشی ململیان والہ

ایڈیٹر اہلسنت - امید ہی کہ خواجہ صاحب اسپر مزید روشنی ڈالینگے اور آریون وغیرہ کے سوالات کا معقول جواب دین گے - وہ اس قسم کی باتون پر اعتراض کرتے ہین اور محمد شریف صاحب کی تحریر کا بھی قرآن وحدیث سے جواب دینگے اور کتب حنفیہ در مختار فتاوی "قاضی خان عالمگیری وغیرہ پیش نظر رکھین گے جہان سجدہ مطلقاً لغیر اللہ منع کیا گیا ہے" خواجہ صاحب کی اس جرات پر ہم کو افسوس ہے - انتھے -

درحقیقت یہہ شخص اسی قابل ہی کہ اس سے قطع تعلق کر دیا جاوے - اور جابجا عام جلسے کر کے اس کی تصانیف سے نفرت دلائی جائے اسنے کمال دلیری جرات سے مسلمانون کے دین وایمان تباہ کرنیکا بیڑا اٹھایا ہی - اسکی بیحیائی حد سے گذر گئی ہے مسلمانون کی جہالت سے اسنے اچھا نفع حاصل کیا ہے اگر یہی حالت بدستور جاری رہی اور حسن نظامی کی عمر نے وفا کی تو ضرور یہ ایک روز نئے مذہب کا اعلان کریگا - کیونکہ بدقسمتی سے ہندوستان مین علم دین روز بروز مفقود ہوتا چلا جاتا ہے جدید تعلیم نے مسلمانون کو مذہب سے بے پروا کر دیا ہے ایسے وقت مین جو آدمی کھلی بیحیائی اور بیدھڑک پن سے جو کچھہ کہہ دیتا ہی اسکو کمال توجہ سے سنتے ہین - گویا اسوقت کامل اور ماہر بننے کے لئے بیحیائی ایک عمدہ ذریعہ ہے جو شخص جتنا بیحیا اور شوخ چشم ہوگا اسی قدر صاحب کمال شمار کیا جایٔگا - چنانچہ حسن نظامی کی مذہبی حالت تو ہم دکھلا چکے ہین اب اسکی اخلاقی حالت کا نمونہ بھی ملاحظہ کیجئے کہ حسن نے پرائی سے یہ ناچ رنگ کھیل تماشے مین شریک ہوتا ہے اور مریدین ذرا بھی تعجب اور حیرت سے نہین دیکھتے - بلکہ اسکی تمام لغو حرکتون کو صوفیانہ رمز خیال کرتے ہین - یہ تاش بھی کھیلتا ہے - ٹھٹھیڑ بھی دیکھتا ہے اور نہایت صفائی سے اسکا اظہار بھی کرتا ہے مگر مرید ہین کہ دم نہین مارتے - بلکہ جو مریدین خاص اس رنگ اور مذاق کے ہین وہ در اصل نام کے مرید ہین ورنہ جہان تک ہمین معلوم ہوا ان کا تعلق ایک یارانہ طریق سے ہے - ڈھول دھپہ - تو تو مین مین یہ سب آپسین ہوتا ہے ہان جب کوئی اجنبی آدمی آجائے تو ہر ایک گردن جھکا کر مودب دو زانو بیٹھ جاتا ہے -

مختصر یہہ کہ حسن نظامی ایسے افعال کا مرتکب ہوتا ہے جو صوفیہ کو بدنام کرنے والے ہین اور ہمارا یہ دعوی محض سننے پر ہی نہین بلکہ ہم اس کی تصانیف سے بھی آپ کو دکھاتے ہین -

حسن نظامی نے ۱۴ جولائی ۱۹۱۷ء کو جو کام کیا ہے وہ ملاحظہ کیجئے -

"انجمن ضیاء الاسلام (بمبئی) کے دفتر مین گئے۔ بارش ہونے لگی بیٹھ گئے۔ بارش
نے طول کھینچا۔ اتنے مین آغا محمد شاہ صاحب حشر تشریف لائے اور تماشہ دیکھنے کا
اصرار کیا۔ ہماری طبیعت حاضر نہ تھی مگر آغا صاحب کے کہنے سننے سے چلے گئے۔ آغا صاحب
کا ڈراما صید ہوس تھا۔ حقیقت مین یہ ڈراما ہندوستان اور اردو زبان مین لاثانی
ڈراما ہے۔ انسانی ہستی کے جذبات و مدارج پر بڑی موثر اور واقعی بحث کی گئی تھی۔ تماشہ
گاہ مین اگرچہ ہر قسم کا لطف تھا مگر کشفی حالت طاری نہ تھی اسرار ناپید تھے۔"

روزنامچہ حسن نظامی ص۵

ناظرین حسن نظامی کی کشفی حالت کی حقیقت یہی ہے کہ کسی مضمون کی آمد ہو جائے اور بس چنانچہ انکے
خاص منظور نظر ملا واحدی بھی مجموعہ مضامین کے دیباچہ مین کہتے ہین کہ "خواجہ صاحب تھیٹر کا تماشہ
بہت دیکھتے ہین اور کبھی ایسا نہین ہوا کہ انہون نے تماشا دیکھکر کوئی مضمون نہ لکھا ہو۔ یہ مضمون
نفس تماشے پر نہین ہوتا تھا بلکہ تماشے سے متاثر ہو کر کسی نئے خیال پر خامہ فرسائی کرتے تھے"
اس سے آگے دوسرے صفحے پر لکھتے ہین
"باجہ بج رہا ہو تو وہ دور بیٹھکر بہت اچھا مضمون لکھ لیتے ہین انہون نے گراموفون محض مضمون
لکھنے کی خاطر خریدا ہے دوسرا آدمی اس کو بجاتا جاتا ہے اور وہ مضامین لکھتے جاتے ہین"
اس سے معلوم ہو گیا کہ خواجہ صاحب کے کشف و کرامت یا سلوک و تصوف کی حقیقت صرف مضمون
نگاری ہے اور اسکے اسباب بھی تھیٹر باجہ وغیرہ ہین جنسے طبیعت حرکت مین آ کر کسی مضمون کیطرف
مائل ہو جاتی ہے ورنہ واقعی یہ کوئی صوفی درویش نہین ہے بلکہ رات دن کی مشق سے صوفیانہ مذاق
کا مضمون لکھنے مین مہارت حاصل کر کے صوفی کہلانے لگا ہے ہم نے جہان تک اسکی کتابین دیکھین
بحمد لایزال روحانیت کا کہین نام بھی نہ پایا۔ بلکہ تھوڑی دیر کے مطالعہ سے قلب مین ایک قسم کی
ظلمت و کدورت کا احساس ہوتا ہے جو دیر تک لاحول و استغفار پڑھنے سے زائل ہوتی ہے مشہور
مقولہ ہے "از دل خیزد بر دل ریزد" مگر جب محض باجون اور تماشون سے جذبات کو ابھار کر کوئی مضمون
لکھا جائے تو اسمین وہ نورانی کیفیت کیسے پیدا ہو سکتی ہے جو ایک خدا رسیدہ واصل بحق شخص کے
سینہ سے سادہ الفاظ مین ہوتی ہے۔ ہان جن لوگون کے دل ایمان کی چاشنی سے ناآشنا ہین جن کو

حقیقی لذت روحانی کی بالکل خبر نہ ہو وہ حسن نظامی کی بے مغز و بے کیف بکواس کی جلبنی تعریف کرین تھوڑی ہے اور ایسے لوگ انگریزی خوان ہین جو مذہب کے کورے اور لذت ایمان سے ناواقف ہین مگر افسوس ہے کہ ان لوگون کو بھی کوئی نفع ان مضامین سے نہین پہنچا بلکہ بجائے نفع کے سخت نقصان اس نادان جماعت کو پہونچ رہا ہے اور بجائے ہدایت کے یہ غلط راستہ اختیار کرتے چلے چلے جاتے ہین کیونکہ حسن نظامی کے مضامین تمام مذہبی اخلاقی اوصاف کو برباد کرنے والے اور دینی عقائد و مسائل سے دور پھینک دینے والے ہین اور جہان تک ہمارا خیال ہے جو نقصان دوسرے ناولون سے نوجوانون کو پہونچا اُس سے کہین زیادہ حسن نظامی کے مضامین سے پہونچ رہا ہے۔

ہمارے سامنے اس وقت مجموعہ خطوط حسن نظامی ہے ہم اسمین بہت سے حیاسوز و مخرب اخلاق خطوط دیکھتے ہین۔ ہمارے خیال مین ایک مسلم کی شان یہ ہونی چاہیئے کہ وہ اپنے عزیز و اقارب دوست و احباب کے ساتھ برتاؤ کرنے مین اسلامی آداب و شرعی مراسم کو کسی وقت بھی ہاتھ سے نہ دے اور جہان تک ممکن ہو اپنے اثر سے ادب، حیا، حسن خلق کی تعلیم و تلقین مین کبھی غفلت نہ کرے لیکن افسوس ہے کہ مجموعہ خطوط حسن نظامی مین اس اسلامی شان کا کہین پتہ بھی نہین ہے بلکہ بخلاف اسکے چبلاپن اور چھچھورپن بھرا ہوا ہے جیسا کہ ہم ناظرین کو دکھاتے ہین۔ خواجہ صاحب اپنی بیٹی کے نام ایک خط مین لکھتے ہین۔

حورا بیٹی۔ میرا چلہ نہین بگڑا۔ گھڑیا بھری اُٹھائی تھی۔ اُس سے آنتڑی مین بل پڑ گیا۔ ڈاکٹر اسکو درست کر گیا۔ مین نے بھی تمہاری طرح اُس سے پردہ کیا کیونکہ اس چلہ مین شرط یہ ہے کہ نہ مین کسیکو دیکھون نہ کوئی مجھے دیکھے اس لیے منہ ڈھانک کر پیٹ دکھا دیا۔ مجموعہ خطوط صہ۱۲

ناظرین حسن نظامی کی تہذیب ملاحظہ کرین بیٹی کے نام خط اور پیٹ دکھانے کا محاورہ یہ اسی کا حصہ ہے۔ جو خطوط بیوی کے نام لکھے ہین اُن کا تو کیا ہی کہنا ہے اگرچہ تقریظ لکھنے والے بھی تسلیم کرتے ہین کہ ان خطوط مین ایسی بیباکی سے اظہار محبت کیا گیا ہے جس کو قدیمی زمانہ کے آداب معاشرت رکھنے والے ہرگز پسند نہ کرینگے اور ان کو اعتراض ہوگا کہ میان بیوی کے مخفی رازونیاز کو پبلک مین شائع کرنا شایان شرافت نہین ہے لیکن یہ لکھکر بے سر دپا تاویلین کر کے "من ترا حاجی بگویم تو مرا حاجی بگو" کا حق بڑی خوبی سے ادا کیا ہے مگر واضح رہے کہ اس چالاکی سے

یہ بیباکی اور بدتہذیبی ہرگز نہین چھپ سکتی اور خواجہ صاحب نے جو شرافت کے خلاف میان بیوی کے چوچلون کو پبلک مین شائع کیا ہے یہ کسی مصلحت سے بھی قابل تحسین نہین ہو سکتا۔

ہم اول خواجہ صاحب کی بیوی کے القاب لکھتے ہیں اُسکے بعد بعض خطوط نقل کرینگے ناظرین دیکھتے جائین اور داد دیتے جائین۔

لیلے خواجہ بانو صاحبہ کے القاب

میری چاندسی بِٹیا۔ دل کو لینے والی۔ میری آنکھوں والی تُتلی۔ اپنے دل کو پہلو مین نہ دیکھنے والی۔ پیاری پنکھے والی۔ لیلے جانی۔ بے پر کی تیتری۔ میری لاڈو جان۔ میری مہتابی خدا تم کو منور رکھے۔

خطوط بنام لیلے خواجہ بانو صاحبہ

(از خواجہ حسن نظامی صاحب)

میری(۱) لیلی۔ اس زندگی کا یہ پہلا خط ہے۔ ہم تمکو ملے ہوئے آج پوری ۳۰ دن یا ایک مہینہ ہو گیا۔ یعنی آج ۲۶ تاریخ ہے اور ۲۶ ہی کو شادی ہوئی تھی تم کو شاید اس کا اندازہ نہو گا کہ مین آج کی دن کیسے کیسے ارمان رکھتا تھا۔ اجمیر شریف یکم فروری سنہ ۱۹۱۲ء

میری(۲) چاندسی بِٹیا کیون جی کبھی ہم کو بھی یاد کیا۔ تم تو سینے کی مشین مین دل لگائے رکھتی ہو میرے سینے کی مشین کا دھیان کاہے کو آتا ہوگا۔ لو رام رام رانی جی۔

تمہارے خیال مین غرق پردیسی حسن نظامی۔ اجمیر شریف

اپنے(۳) دل کو پہلو مین نہ دیکھنے والی ملکہ۔ سلام اخوہ جی کیسا بھونچال ہے ہر گھڑی تمہارا خط دیکھتا ہون۔ حرف حرف کو مزے لے لے کر پڑھتا ہون اور فرصت کا یہ عالم کہ باہر آدمیون کا ہجوم ملاقات کی راہ دیکھ رہا ہے مین ان سے ملون خط پڑھون۔ تم کو خط لکھون۔ ایمین دل کے انگارے جنون۔ میری جان بتاؤ لیلی کیا کام کرون۔ تمہارے پہلو سے دور رنجور حسن نظامی اجمیر شریف

دل(۴) کو لینے والی لیلی تم دن بھر کیا کرتی رہتی ہو۔ سارا روزنامچہ لکھا کرو تاکہ مجھ یہ معلوم ہو کہ بچی لیلی مین کن

اور تمہارا سب حال معلوم ہوتا رہے جہاں جاؤ جو تمہارے پاس آئو سب یاد کر کے لکھا کرو۔
حسن نظامی از سکندرآباد دکن

لیلیٰ جانی۔ میں اس وقت ایک بہت ہی خوبصورت مقام پر ہوں اس کا نام سلطان باغ ہی مگر درحقیقت یہ دل باغ ہے۔ میری لیلیٰ۔ میری لیلیٰ۔ میں اس باغ میں سب کچھ پاتا ہوں۔ دنیا کی سب بہار اس میں ہی مگر تم نہیں ہو تو کچھ نہیں ہے۔ تمہاری یاد میں غمگین۔ حسن نظامی سلطان باغ حیدرآباد
میری ماہتابی خدا تم کو منور رکھے۔ آج شب برات ہے۔ نہ میں تمہارے پاس نہ تم میرے پاس مگر تم نے سچ لکھا تھا کہ دل تو قریب قریب ہیں، مگر دیدار طلب آنکھ کا کیا علاج۔ از حیدرآباد دکن۔
بیوی کے علاوہ دوستوں و مریدوں کے نام جو خطوط ہیں نہ ان میں کوئی اسلامی شان ہے فقط بازاری محاورے ہیں اور شہدوں کی زبان ہے۔ کہنے کو تو کوئی پریمی ہے کوئی مفتون ہے مگر خط میں نہ دعا ہی نہ سلام مسنون ہے۔ پریمی کو ایک خط میں لکھتے ہیں۔

میرے پٹ بیجنے اینڈ مینڈک

سکندرآباد کا خط ملا تھا اسکے بعد دو خط بمبئی میں آئے۔
خیال کیجیے کہ ایک مدعی سلوک وتصوف کا اپنے مرید سے خطاب ہے اور کیا مہذب القاب ہیں۔ خدا کی قدرت ہے سلوک وتصوف انسان کو تہذیب کے اعلے مدارج پر پہونچاتا ہے کیونکہ جسقدر خرابی نفس کی کینگی و شرارت سے ہوتی ہے تصوف میں اس کا تزکیہ ہوجاتا ہے اسی لئے ایسے باصفا لوگوں کی تحریر وتقریر میں ایک ایک لفظ ان کے روشن قلب اور نفس مطمئنہ کی شہادت دیتا ہے مگر حسن نظامی کے یہاں معاملہ برعکس ہو اس کی ہر بات سے چبلا پن ٹپکتا ہے اور وجہ اسکی یہی ہے کہ پیری مریدی کا تو صرف نام ہو ورنہ درحقیقت یارانِ تاش باز کی ایک منڈلی ہے۔ مگر جب تک یہ طمع سازی چلی خوب پیری مریدی کی دھوم دھام رہی اب دیکھئے سارا دبا دبایا ڈھونگ کس طرح ظاہر ہوتا ہے مصنوعی سلوک وتصوف کی کیسی قلعی کھلتی ہے اور درویشانہ لباس کا کیسا بخیہ ادھیڑا جاتا ہے۔
خواجہ صاحب ایک دوسرے خط میں اسی پریمی کو لکھتے ہیں۔

"تم میری طرف سے اپنا کان مروڑ لینا اور اس کی شاباشی پیشگی ارسال ہے"۔

اسی طرح ان کا مرید کوئی سردار خان مخاطب بہ حسنی شاہ ہے اُس کو لکھتے ہین

"میڈیکل سکول کی طرف جانا ہو تو میرے پیارے ڈاکٹر کا کان مروڑ دینا اور پریمی پیارا

سے تو اس کو منہ چڑا دینا"۔

اے سبحان اللہ۔ قربان جایئے۔ اس صوفیانہ تہذیب کے۔ کان مروڑنا اور منہ چڑانا یہ نئی روشنی کے صوفی کی ایجاد ہی افسوس۔ ایسے ہی چلتے بلاّے لوگون نے اسلامی تہذیب کو بدنام کیا ہے یہی بازاری لوگ ہین جن کے ہاتھون حقیقی تصوف نظرون مین حقیر و بے وقعت ہو گیا ہے۔ اللہ اکبر مسلمانون کی جہالت اور نادانی کا بھی کیا ٹھکانا ہے کہ ایسے کھلے عیب کو بھی ہنر سمجھتے ہین اور ایسے چالاک اور قوم فروش کو پیشوا اور رہبر مانتے ہین۔ گویا مسلمان اس وقت [illegible] کے جہالت کے خریدار اور بجائے ہنر کے عیب کے قدردان بن گئے ہین۔ یہی وجہ ہے کہ جاہلون [illegible] اُن کو کھلے خزانے گمراہی پھیلانے کا موقعہ مل گیا ہی اور اہم سے اہم مسائل مین قلم اٹھاتے اور [illegible] ان کو ذرا بھی جھجک نہین معلوم ہوتی۔ یہ قوم کے حال سے بخوبی واقف ہین اور زمانہ باتو [illegible] باز مانہ بساز" کے رموز و اسرار کو اچھی طرح جانتے ہین۔ اسلئے صرف صوفی اور درویش [illegible] مال و دولت نہین کماتے بلکہ ضرورت کے وقت طبیب اور ڈاکٹر بھی بن بیٹھے ہین۔ چنانچہ [illegible] نظامی نے دوا فروشی کا جو طریقہ اختیار کیا ہے اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر اس شخص کا قابو چلے تو قوم [illegible] بہت سے دامون بیچ ڈالے اور ہرگز لومۃ لائم کی پروا نہ کرے۔

سب جانتے ہین کہ ہندوستان مین ہوم رول کا چرچا تھوڑا بہت ہمیشہ رہتا ہے [illegible] کے باقی زیادہ تر ہندو ہین مگر مسلمانون کے ایک گروہ کو بھی اس سے ہمدردی ہی اور [illegible] مین ہوم رول کو ملک و قوم کے لیے بہتر خیال کرتے ہین اور اس طرح ہوم رول اپنائے [illegible] تحریک خیال کیجاتی ہی مگر حسن نظامی اس سے بھی اپنا ہی الو سیدھا کرتا ہے اپنے ہوم رول [illegible] دوکان چمکانے اور پیسہ کمانے کا ایک آلہ بنالیا ہے۔ اب قوالی کا اشتہار ہی تو ہوم رول کی [illegible] ہے۔ اور دواؤن کی فہرست ہی تو ہوم رول کی نام سے۔ چنانچہ ہوم رول کی پہلی لڑائی کے عنوان سے چند دواؤن کا اشتہار ہمارے سامنے ہے اس اشتہار مین شرمناک امراض کی تشریح حسن نظامی

ترقی کو منہ چڑا دینا۔

ایسی بے شرمی سے کی ہے کہ لیلی خواجہ بانو صاحبہ بھی ضرور پڑھتے ہوئے منہ پر ہاتھ رکھ
لیتی ہونگی۔ مگر عجب نہین کہ اس مضمون کی ترتیب مین بھی خدمت ملک کی نیت سے لیلی
نے مجنون کا ساتھ دیا ہو اور یہ ہوم رول کی پہلی لڑائی دونون کی محنت سے فتح ہوئی ہو
افسوس ہے کہ اس اشتہار کے شرمناک اقتباس سے ہم اپنا قلم ملوث کرنا نہین چاہتے
اور نہ تہذیب اسلامی اسکی اجازت دیتی ہے ورنہ ہم دکھاتے کہ حسن نظامی نے بہشتی زیور
کے فقہی مسائل پر تو بد تہذیبی کا طعن کیا ہے لیکن خود دوا بیچنے اور پیسہ کمانے کے لئے جو
بے شرمی و بے غیرتی کا حق ادا کیا ہے اُس کی ذرا پرواہ نہین ہے۔
ناظرین ہمین تعجب ہے کہ بہشتی زیور کے مسائل نہ تو مصنف کی ایجاد ہین نہ انمین
کسی قسم کی تحریف کی گئی ہے بلکہ یہ فقہ کے معتبر فتاوون عالمگیری۔ درمختار۔ بحرالرائق
وغیرہ سے آسان اردو مین ترجمہ کئے گئے ہین مگر ؎

چشم بد بین کہ برکندہ باد   عیب نماید ہنرش درنظر

حاسد اور بدخواہ بہشتی زیور کی مقبولیت کو دیکھ نہین سکتے اور ہمیشہ ہیر پھیر کر کے مصنف
کو الزام دینے کی فکرین کرتے رہتے ہین مگر یہ نادان اتنا نہین سمجھتے کہ ہماری یہ ساری
کوشش فقہ حنفیہ کو پامال کر رہی ہے مصنف بہشتی زیور کا اس سے نہ کچھ نقصان ہوا اور
نہ ہوگا۔ بلکہ جسقدر کوشش بہشتی زیور کے خلاف کی گئی   اسی قدر یہ مفید کتاب دنیا بھر
مین زیادہ مقبول ہوتی ہو گئی۔ بفضلہ تعالی جس ملک مین اردو زبان کا تھوڑا بہت رواج
ہے بہشتی زیور نہایت شوق اور توجہ سے پڑھا جاتا ہے۔ ہندوستان کے علاوہ بہت
سے جزائر مین بہشتی زیور ایک معتبر اور مستند کتاب سمجھی جاتی ہے۔ بہت کم ایسے تجارتی
کتبخانے ہون گے جو بہشتی زیور کو دوکان کا ضروری جزو خیال نکرتے ہین۔ صوبہ متحدہ سے
گذر کر گجرات۔ بنگال۔ پنجاب غرض ہر طرف بہشتی زیور کثیر تعداد مین چھپتا اور شائع
ہوتا ہے۔ مخالفین خواہ کیسا ہی زور لگائین اس حقانی سلسلہ کو کسی طرح نہین روک سکتے
ایک سال رنگون مین دشمنان امت نے بڑے زور شور سے بہشتی زیور اور حضرت حکیم الامۃ
مدظلہم کی دوسری تصانیف کے خلاف اشتہار شائع کئے اور کوئی دقیقہ مسلمانونکو بہکانے

اور علماء حقانی سے بدگمان کرنے کا اٹھا نہیں رکھا مگر الحمد للہ کہ جمعیۃ العلماء رنگون کیطرف سے
اُنکے دندان شکن جوابات شائع ہوتے ہی ساری شورش کا خاتمہ ہو گیا۔ ہم ناظرین کی آگاہی
کے لیئے اُن جوابات کا ضروری حصہ یہان بھی نقل کرتے ہین۔

انکشاف حقیقت

دجال رنگوں کی شرارت

حضرت مولانا مدظلہم العالی پر یہ اتہام ہے کہ دعوئی نبوت کرتے ہین اور دلیل اُس خواب
کی دیتے ہین کہ ایک شخص نے خواب دیکھا کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کیجگہ اشرف علی
رسول اللہ بلا اختیار اُس کی زبان سے جاری ہے وہ خواب ہی مین دل مین یہ عقیدہ رکھتا
ہے کہ فی الواقع ایسا نہین ہے پھر بھی بلا اختیار زبان سے نکل رہا ہے اس خواب کی تعبیر
مولانا نے یہ دی کہ جسکی نسبت یہ خواب تم نے دیکھا ہے وہ بعونہ تعالی متبع سنت ہے۔
کیون صاحب! کونسے لفظ سے آپنے نبوت کا دعوی سمجھا۔ اُس شخص کا کیا قصور ہے کہ اسکو
تنبیہ کرتے کیا تجدید ایمان کراتے یا اُس سے یون کہتے کہ آیندہ ایسے خواب مت دیکھا کر۔
یہ کوئی اُسکے اختیار کی بات ہے۔ ہان شاید آپ کو مولانا کی تعبیر کے الفاظ سے دھوکا
ہوا ہے کہ متبع سنت کے معنی آپنے مدعی نبوت کے سمجھے ذرا بھی ہوش ہوتا اور کسی اہل علم سے
پوچھتے تو وہ آپکو بتلاتا کہ متبع سنت کے معنی نبی کے تابعدار کے ہین۔ مگر آپ کسی سے
پوچھتے ہی کیون۔ آپکو تو اشتہار بازی کرنی تھی۔ خواب مین آدمی عجیب عجیب باتین
دیکھتا ہے جسکی تعبیرین ہوتی ہین دیکھیے علامہ........ نقشبندی حنفی اپنی کتاب تعطیر الانام
فی تعبیر المنام صفحہ ۲۶ جلد دوم مین تحریر فرماتے ہین کہ "اگر کوئی خواب مین یون دیکھے کہ مین
نبی ہون تو وہ شخص شہید ہو کر مرے گا" لیجیے صاحب اب کہیے لگے کفر کا فتوی۔ منتخب
الکلام اور تعطیر الانام فن تعبیر کی معتبر کتابین ہین ایسی ویسی معمولی کتابین نہین ہین تمام علماء
ان کو مانتے ہین کسی کو اختلاف نہین ہے جو کچھ آپ حیلہ حوالہ نکال سکیں۔ کیونکہ صاحب
ابتو شرم آئی ہوگی کہ ہائے ہمنے بے سوچے سمجھے کیون جھوٹی باتین لکھکر ایک عالم حقانی پر
تہمت لگائی اور اپنی عاقبت خراب کی۔ مگر گھبرایئے نہین توبہ کا دروازہ بند نہین ہوا

اللہ پاک معاف کرنے والا ہے۔

ران پر تعویذ باندھنے کا بڑا اعتراض ہے کہ قرآن مجید کی توہین کی ہے۔ سو واضح رہے
کہ یہ عمل پرانے بڑے بڑے علمار کی کتابون سے نقل کیا گیا ہے۔ علامہ دیربی علامہ شرجی
کی معتبر کتابون مین موجود ہے اُنپر اعتراض ہونا چاہیئے۔ حضرت مولانا کا ایجاد کیا ہوا
یہ نسخہ نہین ہے۔ اعمال قرآنی کو اُٹھا کر دیکھیے کہ اُسکے اول ہی مین یہ لکھا ہے کہ فلان
فلان کتاب سے اسمین عملیات نقل کیے گئے ہین اسکو کوئی نہین دیکھتا۔ اعتراض کرنے کو
طیار ہین۔ ٹھیک ہو یا بے ٹھیک اُلٹی سیدھی کہنے سے غرض ہے علاوہ اسکے صبح سے
شام تک مولویون کے پاس لوگ تعویذ لینے آتے ہین گھر مین بچہ جننے کے قریب ہے کوئی تعویذ
دیجیے آسانی سے بچہ ہوجائے مولوی لوگ۔ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کی کتاب
قول الجمیل مین جو تعویذ ران پر باندھنے کا لکھا ہوا ہے وہ لکھدیتے ہین اہل غرض خوشی خوشی
لیجاتے ہین اور ران پر باندھدیتی ہین وہان اُنپر اعتراض نہین ہوتا کہ ہم کیا کر رہے ہین
وہان اپنی غرض ہے نہ (بچہ جنوانے کی) کہ کسی طرح بیوی نہ مر جائے اگرچہ قرآن کی توہین ہو۔ پھر
شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی پر اعتراض کیون نہین کرتے کہ ایسا عمل کیون لکھا۔
جھوٹے اعتراض۔ دیکھیین آپکی دست درازیان کن کن بزرگون پر پہونچتی ہین سچ ہے مخالفت
نے آنکھین بند کردی ہین حق و باطل مین تمیز ہی باقی نہ رہی خدا ہی حافظ ہے۔

بہشتی زیور پر اعتراض ہے کہ بڑی بیشرمی کے مسئلہ لکھے ہین بوڑھیان بھی شرماتی ہین چہ
جائیکہ جوان عورتین۔ ٹھیک ہے جناب جب آپکو دین کی باتین نہ خود سیکھنا ہے نہ سکھلانا ہے
تو ضرور یہی باتین سوجھین گی۔ آج تک فقہ کی جتنی کتابون کا ترجمہ اردو مین ہوا اُسپر کسی نے
اعتراض نہ کیا۔ شرح وقایہ اردو مین ہے۔ ہدایہ اردو مین ہے۔ عالمگیری اردو مین ہے
اور سیکڑون کتابین اردو مین ہین جن مین عورتون کے مسائل ہین اُنپر کسی نے آج تک
اعتراض نہ کیا صرف مولانا اشرف علی صاحب اعتراض کے لیے رہ گئے۔

اور پھر یہی تو دیکھیے کہ عربی مین سیکڑون برس سے کتابین لکھی ہوئی موجود ہین عورتون
کے ہاتھ مین جاتی تھین یا نہین وہان کسی کو آج تک اعتراض پیدا نہین ہوا۔ صرف

اس بے دینی کے زمانہ ہی مین یہ سب اعتراض پیدا ہو گئے۔ جناب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین ہمیشہ عورتون کے سوالات حیض و نفاس کے پیش ہوتے تھے وہان کسی کو شرم نہین آئی۔ دین کی بات سیکھنے مین کیا شرم۔ ہان اس نئے دور کی تعلیم مین جس مین دین کی بالکل ضرورت نہین سمجھی گئی سب کو شرم معلوم ہوتی ہے۔

لگاوٹ اور عشق لڑانے کی کتابین جن مین صاف صاف چوما چاٹی کی باتین بھری ہوتی ہین اور ہزارہا خرافات قصے اسمین درج ہوتے ہین اس قسم کے ناول سب کے گھرون مین موجود رہتے ہین اور عورتین پڑھتی ہین اور آزادی حاصل کرتی ہین اُن کو کوئی نہین روکتا۔ نہ کوئی مضمون لکھتا ہے کہ یہ مخرب اخلاق ہے بس دینی تعلیم کی کتاب پر غصہ آرہا ہے خدا ہی حافظ ہے ع گر ہمین مکتب وہمین ملا ۔ کار طفلان تمام خواہد شد ۔ حضرت مولانا اشرف علی صاحب کا آج ہندوستان مین ڈنکا بج رہا ہے بڑے بڑے علما ران کے فضل و کمال کا اقرار کرتے ہین اور تمام ہندوستان کے لوگ ان کو مانتے ہین الا ماشاء اللہ اگر نعوذ باللہ ایسے دین کی خدمت کرنے والے اہل اللہ کو کافر کہا جائے گا تو پھر مسلمان کون ہوگا آفتاب پر خاک ڈالنے سے اپنے منہ پر ہی گرتی ہے اُن کو کچھ نقصان نہین پہونچ رہا ہے برائی کرنے والے اپنی عاقبت خراب کر رہے ہین۔

علم غیب کے بارہ مین جو تقریر حفظ الایمان مین ہے اُس کو نہین سمجھے اس تقریر مین اگر بقول زید صحیح ہو کا جو جملہ ہے اُس کو لحاظ کر کے پوری عبارت کا مطلب بنائیے جو کچھ کافر مردود ہونا ہوگا وہ زید ہی کے لئے ہوگا مولانا تھانوی سے کچھ مطلب نہین۔

اب وہ زید جسکے قول کی بنا پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین ہوگئی کون ہے۔ ظاہر ہے کہ وہ جماعت مخالفین ہے نہ کہ مولانا تھانوی۔ جناب نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کا علم تمام مخلوق کے علم کے مقابلہ مین تمام سمندرون سے بھی زیادہ ہے کہان آپکا علم اور کہان تمام مخلوق کا علم زمین آسمان کا فرق ع چہ نسبت خاک را با عالم پاک ۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم حق جل وعلی شانہ کے علم کے مقابلہ مین پھر بھی کم ہے ورنہ خداتعالی کی صفت مین آپ کی شرکت لازم آئیگی اور صریح شرک ہو جاویگا قرآن پاک مین اللہ تعالی فرماتا ہے نبی کریم صلی اللہ

علیہ وسلم سے خطاب ہے کہ آپ لوگون سے کہدیجیے کہ اگر مین غیب کی باتین جانتا تو بہت سے
منافع حاصل کر لیا کرتا اور کوئی مضرت مجکو نہ پہونچتی" - اب یا تو قرآن سچا ہی یا مولانا کی مخالفین
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فضیلت گویا ان جاہلون نے ہی سمجھی ہی اور کوئی سمجھتا ہی نہین
چہ خوش - بھائی ہم تو موٹی بات اتنی جانتے ہین کہ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر - یعنی
اللہ تعالیٰ کے بعد تمام مخلوقات مین آپ سے بڑھکر اور کوئی نہین ہم بس یہی ایک بات جانتے ہین
آپکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت مین شک ہے اسی واسطے ادہر ادہر کی باتین
ملا کر آپکی توہین کیا کرتے ہین - سمجھکر بات کیجیے اور نادان دوست نہ بنیے - رسول کو رسول رہنے
دینا اچھا ہے یا خدا بنا دینا ہے اگر اب بھی نہ سمجھے وہ تو اُس بت کو خدا سمجھے - ملخصاً

ناظرین ہم نے جو رنگون کے اشتہار کا یہ اقتباس درج کیا ہے اسمین حسن نظامی کے تقریباً
کل اعتراضات کے جواب آگئے اور اگر اس سے زیادہ تفصیل درکار ہی تو ہمارا رسالہ افسانۂ عبرت
اس بحث مین عجیب وغریب ہے انشاء اللہ العزیز اس رسالہ کے مطالعہ سے آپکو معلوم ہو جاویگا
کہ ایک برگزیدہ جماعت علماء کو دشمنان اسلام و بدخواہان امت کس طرح بدنام کرنا چاہتے ہین مگر
ساتھ ہی ہم یہ ضرور کہین گے کہ حسن نظامی نے جو کچھ لکھا ہی یہ اس کی دانستہ شرارت ہی
ورنہ یہ حضرت حکیم الامت کی مدظلہم تبحر علمی اور صدق و دیانت کا قائل ہے اور اس نے مخالفین
کو مولانا کی طرف سے جواب بھی دیا ہے چنانچہ رنگون مین جسوقت مخالفین نے شور و شر
پھیلایا تو حسن نظامی کے ایک مرید مقیم رنگون نے جناب مولانا عبد الخالق صاحب شاہجہانپوری
کی خدمت مین ایک خط لکھا ان لوگونکی جہالت پر بہت افسوس ظاہر کیا، ہم اس خط کے ضروری
فقرے یہان نقل کرتے ہین -

"مولانا اشرفعلی صاحب کے دعوی نبوت کی جو تہمت رکھی جاتی ہی اُس کا جواب پیرِ خیابان ستارہ صبح گوہر
مرشد حضرت خواجہ حسن نظامی دہلوی بذریعہ رسالہ مرشد جلد اول نمبر اول کے دے چکے ہین"
میری مرشد خواجہ حسن نظامی) ان الفاظ مین مولانا صاحب کی تعریف فرماتے ہین خصوصاً
جناب مولانا اشرفعلی صاحب تہانوی نے جن کی حمیت اسلامی اور آگاہی علم و دین شہرۂ آفاق ہی"

دوسری جگہ کچھ شک نہین کہ مولانا اشرف علی صاحب پوری پابند سنت ہین مسلک سنت کی پیروی او
سلوک کے اعتبار سے خدا تعالیٰ کے ذی فضل کا اُن کو حق حاصل ہے جن کا بیان حدیث قدسی
مین ہے کہ بندہ اعمال حسنہ کے سبب ذات الٰہی کے اتنا قریب ہوجاتا ہے کہ اُسکی آنکھ خدا کی آنکھ
اُس کا کان خدا کا کان اُسکی زبان خدا کی زبان بن جاتی ہے" (حاشیہ دیکھو) ؛
علاوہ خط کے حسن نظامی کے اسی مرید مقیم رنگون نے ایک طویل مضمون بھی مخالفین کی
سرکوبی کیلیے لکھکر بھیجا تھا کہ اس کو طبع کرادیا جائے اور مین ہی اس کا خرچہ دونگا مگر چونکہ جمعیۃ
العلماء رنگون کیطرف سے شہر رنگون گوشمالی بذریعہ متعدد اشتہار کافی طور پر ہوچکی تھی اسلیے
اس مضمون کے طبع کرانے کی ضرورت نہ سمجھی گئی یہ خط اور مضمون ہمارے پاس محفوظ ہے۔
جو بروقت ضرورت دکھایا جاسکتا ہے غرضکہ حسن نظامی نے رسالہ ترک قربانی گاؤ مین
جو کچھ لکھا ہے وہ جان بوجھکر لکھا ہے اور وجہ اس کی یہی ہے کہ اسوقت ہندو مسلم اتفاق کی
زہریلی ہوا چونکہ ہندوستان مین بہت زور سے چل رہی ہے اور حسن نظامی کو ہندوؤن سے
خاص اُنس اور لگاؤ ہے اور یہ ہمیشہ ہندوؤن کی خوشنودی کو سرمایہ دارین سمجھکر کرشن و راجچند
وغیرہ کی تعریف کرتا رہتا ہے اسلیے مولانا ظفر احمد صاحب نے جب اسکی بیہودگی پر اظہار افسوس
کیا تو یہ آپے سے باہر ہوگیا کیونکہ یہ اپنی شان اس سے ارفع و اعلیٰ سمجھتا ہے کہ کوئی عالم
اسکی کرتوت پر نکتہ چینی کرے اس کا تو ہمیشہ یہ خیال رہا کہ "من ترا حاجی بگویم تو مرا حاجی بگو" پس
حضرت حکیم الامۃ کی مدح سرائی سے بھی اسکا یہی مطلب ہوگا کہ خانقاہ امدادیہ تھانہ بھون سے
بھی میری تعریف چھپ کر شائع ہوا کرے اور اگر یہ نہین تو کم از کم میری لامذہبی و لغوگوئی سے

حاشیہ۔ حضرت حکیم الامۃ مدظلہم پر تو ایک غیر شخص کو خواب دیکھنے سے نبوت کی تہمت رکھی جاتی ہے جو مرید بھی نہین ہے مگر ہم
سیرت نظامی (سوانح حضرت سلطان المشائخ مولانا نظام الدین رح) سے جو واقعہ نقل کرتے ہین اسکو بغور ملاحظہ کرین حضرت سلطان
الاولیاء رح نے فرمایا کہ پیر جو کچھ حکم کرے مرید کو دل و جان سے قبول کرنا چاہیے (اس کو تفصیل بیان فرماکر ایک حکایت بیان فرمائی کہ) حضرت شبلی سے
ایک شخص نے ارادت چاہی آپ نے فرمایا مین اُس وقت تک مرید نہ کرونگا جب تک یہ عہد کرے کہ جو کچھ مین کہون وہی کریگا اُس نے کہا مین یہی کرونگا جو
آپ فرمائینگے شیخ نے فرمایا تو کلمہ کیونکر پڑھتا ہے اُس نے کہا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ آپ نے فرمایا اب اسطرح پڑھ لا الہ الا اللہ
شبلی رسول اللہ اُس نے اسیطرح پڑھا تب آپ نے فرمایا کہ مین صرف تیرے اعتقاد کا امتحان لیتا تھا ورنہ مین تو جناب رسالتمآب کا ایک ادنیٰ کمینہ چاکر ہون
وہی خدا کے بندہ ہین" (سیرت نظامی مطبوعہ محبت اشرف پریس دہلی صفحہ ۱۲۱)

توچشم پوشی کیا کرین اور درحقیقت یہ بہت بڑی چال اس شخص کی ہی کہ اپنے عیوب کو چھپانے کی
غرض سے ہر طبقہ کے علمار کی تعریف کرتا رہتا ہے تاکہ اس کا خلاف کرنا مروت کے خلاف
سمجھین اور یہ آزادی کے ساتھ اپنا کام کئے جاین چنانچہ اپنی کتاب مرشد کو سجدہ تعظیم کے
دیباچہ مین علمار کی اس طرح خوشامد کرتا ہے۔

"مجکو تو ہندوستان کے تمام اعظم مین ایک آدمی بھی سجدہ تعظیمی کا مخالف نظر نہین آتا فقرار او
علمار کی جماعتون کو دو حصون مین دیکھنا چاہون بھی تو وہ مجکو ایک ہی دکھائی دیتی ہین یون تو
علمار شریعت کے بہت سے مرکز ہندوستان مین ہین مگر دو مرکز کی بہت دھوم ہے ایک دیوبند
دوسرا فرنگی محل ہر دو بوجہ اپنی خدمات علمی کے سبب عرصہ دراز سے اس ملک کے باہر تک شہرت
ثابت ہوچکا ہی اور جگہ جگہ اسکی شاخین قائم ہین کوئی کہے کہ ان مقامات کے علمار سجدہ تعظیم کے خلاف
ہونگے تو مین کیونکر تسلیم کر دونگا کیا مین نہین جانتا کہ دیوبند کے علمار چشتیہ روحانیت کے چشم و
چراغ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دامن گرفتہ ہین دیوبند کی علمار مین ایسا
کونسا عالم ہے جس کو حضرت حاجی صاحب اور حضرت مولانا محمد قاسم رحمۃ اللہ علیہ کے فیوض و برکات
کی جام نوشی سے تلچھٹ نہ ملی ہوگی اور یہ وہ حضرات ہین جن کی تحریر و تقریر کا ایک ایک جملہ قرآن و
حدیث اور مشائخ متقدمین کا پیرو اور مقلد نظر آتا ہے کیا وہ صدیون پہلے کے مشائخ چشتیہ کو
معاذ اللہ جاہل اور فاسق قرار دے سکتے ہین۔
علمار فرنگی محل کی نسبت بھی کسی کو مجال نہین ہے کہ سجدہ تعظیمی کے خلاف اُن کو تصور کرے کیونکہ یہ
خاندان جس بزرگ کی دعاے سے سرسبز ہو رہا ہے وہ حضرت سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیا
محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ تھے پھر بتاؤ اس ملک مین کون باقی رہا جو شریعت و طریقت کے اس مسلمہ مباح اور
جائز مسئلے کے خلاف زبان کھولیگا - رہے بریلی اور بدایون کے علمار اُن کا تو جان و مال دونون مذہب
اولیار اللہ کیلئے وقف ہی"

ناظرین! آپنے حسن نظامی کی چالاکی ملاحظہ فرمائی کہ کسطرح خوشامد سے میدان صاف کرنا چاہتا ہے
مگر آپ گذشتہ صفحون مین دیکھ چکے ہین کہ حسن نظامی کے ممدوح علمار کا متفقہ فتوی ہے کہ حسن نظامی
اہل سنت سے خارج ہے اور اسکی کتابین بلا ضرورت دیکھنا حرام ہی حسن نظامی کی خوشامد نے کچھ بھی کام نہ دیا

بات یہ ہو کہ یہ اخبار آپکی دمی ہو اور اخباری برادری میں ایک دوسرے کی تعریف کرنے اور بڑھانے
چڑھانے سے کام چلتا ہے اسوقت جتنے اردو نویس ہیں اُن کے تعلقات اسی قسم کے ہیں یہی چال
اپنے علماء کیساتھ چلی مگر یہاں سوائے ناکامی کے اور کیا رکھا تھا ہر چند اپنے حضرت حکیم الامتہ مدظلہم
کی مدح وثنا میں کوئی کمی نہیں رکھی مگر جب مولانا ظفر احمد نے قلم اُٹھایا تو ذرا بھی رعایت و مروت
سے کام نہ لیا اور ظاہر ہے کہ دینی امور میں کوئی مروت کیسے جائز ہو سکتی ہے یہ تو ایڈیٹروں ہی کا
گمزور طبقہ ہے جو دنیوی منافع کی غرض سے دینی معاملات میں چشم پوشی اور مداہنت کو جائز
سمجھتا ہے مگر جو اہل حق خدمت خلق میں کسی کی تعریف وتحسین کے خواہاں نہیں ہیں اُن سے
یہ توقع رکھنا فضول ہے دیکھئے مولوی ظفر احمد صاحب تحذیر المسلمین حصہ اول میں کس صفائی سے
حق تبلیغ ادا کرتے ہیں۔

"خواجہ حسن نظامی دہلوی کا ایک رسالہ (جسکا نام مہاتما گاندھی کا فیصلہ ہے) ہماری نظر سے گذرا
برادران اسلام تم اس رسالہ میں غور کرو کہ ان مدعیان حمایت اسلام کے دلمین کہاں تک ایمان باقی ہے
خواجہ حسن نظامی باوجودیکہ مسلمانوں کے لیڈر اور شیخ المشائخ اور خانقاہ محبوب سبحانی کے سجادہ نشین اور
حلقہ نظام المشائخ کے ناظم اور مسلمانوں کے ایک جم غفیر کو خدا تک پہونچا دینے کے ذمہ دار
(پیر) بنے ہوئے ہیں مگر خود اُن کے ایمان کی یہ حالت ہے کہ وہ ایک رئیس بت پرستان
کی تصویر اپنے رسالہ کے سرورق پر چھپواتے اور اُسکے حق میں ستیہ اوتار کا لفظ استعمال کرتے
ہیں جو کہ ہندوؤں کے محاورے میں اُن لوگوں کے لئے استعمال کیا جاتا ہے جنکی وہ پرستش کرتے
اور اُن کو دیوتا سمجھتے ہیں حالانکہ قرآن شریف میں مشرکین کیلئے جو الفاظ استعمال کئے گئے ہیں
وہ یہ ہیں انما المشرکون نجس یعنی شرک پلید اور گندے ہیں۔ الخ

اسمین یہ بات بھی خاص توجہ کے قابل ہے کہ مولوی صاحب موصوف نے کیسے مہذبانہ طریق سے
حسن نظامی کو متنبہ کیا ہے مگر حسن نظامی اس کو بھی گوارا نہ کر سکا اور مولوی صاحب (اصل مصنف)
کو چھوڑ کر حضرت حکیم الامتہ مدظلہم کی شان میں یاوہ گوئی کر کے اپنا چھچھورپن دکھلانے لگا۔ اپنے
جواب میں ہر ایک اعتراض کا دیا ہے مگر کیا کہنے ہیں سوال از آسمان جواب از ریسمان کی مثل ہے
ہر ایک جواب حسن نظامی کی جہالت اور کمال بدعلمی کی شہادت دیرہا ہے چنانچہ تصویر کے

کے متعلق جو آپنے زور قلم دکھایا ہی وہ ملاحظہ فرمایئے

"تصویر اگر کسی مضمون کے ماتحت ہو تو اسپر تصویر کا اطلاق لازم نہین ہوتا اور مین نے مہاتما گاندھی کی تصویر جس رسالہ مین شایع کی تھی وہان مضمون مراد تھا تصویر نہ تھی۔"

ناظرین ہمین اصل مسئلہ تصویر کے متعلق کچھ لکھنے کی ضرورت نہین ہے کیونکہ حسن نظامی کی تحریر سے معلوم ہوتا ہی کہ اگر مضمون سے علحدہ تصویر مقصود بالذات ہو تو وہ اُسکے نزدیک بھی جائز نہین ہی اگرچہ جس کپڑے یا کاغذ یا برتن پر تصویر بنی ہوئی ہو اُس کو بیچنا اور خود تصویر بنانا ان دونون صورتون مین زمین و آسمان کا فرق ہے لیکن ہم اس سے گذر کر یہ دکھانا چاہتے ہین کہ آیا حسن نظامی مضمون سے علحدہ بھی تصویر بنایا رکھتا ہے یا نہین سو دیکھئے کرشن بیتی کے بالکل اخیر ورق پر دو طرف خود اپنی تصویر بنا رکھی ہی۔ ایک طرف تو ننگے بدن بھبھوت ملے ہوئے سادھو کی صورت مین درشن دے رہے ہین اور دوسری طرف صوفیانہ جبہ پہنے ہوئے کرسی پر جلوہ افروز ہین حالانکہ یہ ورق مضمون سے بالکل کورا ہے اور یہ بیجئے کتاب کے علاوہ حسن نظامی کا کمرہ تصویرون سے سجا رہتا ہے جیسا کہ مجموعہ خطوط سے معلوم ہوتا ہی۔ اس مجموعہ کے صفحہ ۹۵ مین پریمی نامی کسی مرید کے نام لنگری شاہ کے انتقال کا خط ہے اُس مین لکھتے ہین۔

"ایک زمانہ تھا پریمی جیل مین تھا۔ اور مین دونون وقت اُسکی تصویر کمرے مین جا کر دیکھتا تھا اور سب آنے والون کو دکھایا کرتا تھا اُس زمانہ مین عجیب بیقراری دل کو تھی اب وہ چھوٹ گیا تو مجھے پریمی کا خیال بھی نہین آتا۔ یہی حال لنگری شاہ کا ہے کل سے خبر نہین کتنی بار اُنکی تصویر دیکھی گئی ہے اور کتنی دفعہ ان کا ذکر کیا ہے۔"

ایک دوسرے خط مین لکھتے ہین "میرے خرچ پر ہو" خط ملا تصویرین ملین۔ ایک جورنے کی ایک استانی نے۔ ایک مین نے۔ اپنا کٹا ہوا سر لوگون کے سینے پر لگا ہوا دیکھتا ہون تو بڑا لطف آتا ہے صفحہ اب بتایئے اس شخص کا یہ عذر لنگ کہ گاندھی کی تصویر مضمون کے تحت مین تھی کہان تک قابل سماعت ہو سکتا ہی کمرہ تصویرون سے سجا رہے اور مرید سینے پر حسن نظامی کی تصویر لگا مین گویا اوڑھنا بچھونا سب تصویرون کا ہو اور پھر بھی یہ کہنا کہ ہم مضمون ادا کرنے کے لئے تصویر جائز سمجھتے ہین ہٹ دھرمی نہین تو اور کیا ہے۔

لنگری شاہ کی تصویر

اصل بات یہ ہے کہ ہندوؤن کی دوستی سے آدمی پورا نہین تو نیم بت پرست تو ضرور بن جاتا ہے
اور یہ ہم ثابت کر چکے ہین کہ حسن نظامی ہندوؤن کو دل سے دوست رکھتا ہے اور ظاہر ہے
کہ جس قوم کا جو دوست ہوگا وہ انہین مین سے ہوگا اور یہ محض کہنے کی بات ہے کہ ہم سیاسی
حیثیت سے ہندوؤن کے دوست ہین کیونکہ سیاسی دوستانہ کا اثر مذہب پر نہین پڑ سکتا۔
اور جب یہان تک نوبت پہونچ جائے کہ ہندو لیڈرون پر درود و سلام بھیجنے لگین تو یہ یقین
کرنے مین ذرا تامل نہین رہتا کہ یہ درود و سلام بھیجنے والا ہندو مذہب مین فنا ہو گیا ہے اور اس کا
اسلام محض نام کا اسلام ہے۔

یہی حال دوسرے لیڈرون کا ہے یہ بھی ضعف ایمانی کی بدولت ہندوؤن کے رسوم مشرکانہ مین شریک
ہوتے ہین یہ استقلال و استقامت سے ذرا کام نہین لیتے ان مین عزم بالجزم کا ذرا نام نہین ہے
یہ متوکلانہ جد و جہد سے قطعی نا آشنا ہین۔ یہ اس خیال باطل مین مبتلا ہین کہ ہندو ہمارے مخلص اور سچے
رفیق ہین انہون نے گذشتہ واقعات کو بالکل فراموش کر دیا ہے اور یہ بلا خوف و خطر ایک دم
آنکھین بند کئے ہوئے ہندو لیڈرون کے پیچھے اڑے چلے جا رہے ہین۔ یہ واضح رہے کہ ہمین مسئلہ خلافت
مین اختلاف نہین ہے اور ہم ان تمام مصائب کو محسوس کرتے ہین جو عیسائی سلطنتون کی بدولت
ممالک اسلامیہ پر نازل ہوئین جیسا کہ ہم پہلے بھی لکھ چکے ہین لیکن ہندوستان مین ہمارے واسطے
میدان بالکل تنگ ہے اور ہم کوئی عملی جد و جہد اس عظیم الشان تحریک مین بغیر ہندو مسلم اتفاق
کے نہین کر سکتے اور یہ ممکن نہین کہ موحد و مشرک ایک ہو جائین ہندوؤن کے کئی کروڑ دیوتا ہین
اور مسلمان صرف خدای وحدہ لاشریک کو قابل عبادت سمجھتے ہین پھر کیسے ہو سکتا ہے کہ کروڑون
کی پرستش کرنے والے توحید پرستون کے ساتھ متفق ہو جائین قرآن مجید کی بہت سی آیتون مین
مشرکین سے دوستی نکرنے کا حکم موجود ہے اور اس آیۂ شریفہ وَلَتَجِدَنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً
لِلَّذِينَ آمَنُوا الْيَهُودَ وَالَّذِينَ أَشْرَكُوا مین تو صاف بتلا دیا گیا کہ مشرکین سخت دشمن مسلمانون
کے ہین۔ پھر کیسے ممکن ہے کہ ہندوستان کے قدیمی بت پرست جو باعتبار قدامت کے ہندوستان
کو صرف اپنی ہی بود و باش کیلئے مخصوص سمجھتے ہون مسلمانون کے وفادار دوست بن سکین ہرگز
نہین اور یہ جو ظاہری دوستی کا اظہار کیا جا رہا ہے یہ غرض و مطلب سے خالی نہین ہے مسلمان ٹھہرے

دہوکے مین ہین کہ ہندو محض ہمارے مسئلہ خلافت کو قوت پہونچانے کے لئے متفق ہو گئے
ہین بلکہ ہندوون کا مقصود گائے کا ذبیحہ بند کرانا اور سوراج حاصل کرنا ہے۔
گائے کی حفاظت کا سوال ہندوؤنکا ایک مذہبی سوال ہے اور جسقدر فرقہ ہندووں کے ہین اس
مسئلہ مین سب متفق ہین مسٹر گاندھی جو عام نظرون مین مخلص معلوم ہوتے ہے اول درجہ کا گئو پرست ہے
اور اس مطلب کے حاصل کرنے کے لئے بہت گہری چالین چل رہا ہے غرضکہ گاؤکشی بند ہونا
یہ تمام ہندوون کا واحد مقصد ہے اور سب بالاتفاق موقعہ کی تلاش مین رہتے ہین۔
چنانچہ مسلم لیگ امرتسر مین جب لیڈرون نے ترک قربانی گاؤ کا تباہی خیز ریزولیوشن پاس کیا تو
ہندوون کے یہان گھی کے چراغ جلگئے اور ریزولیوشن کے ذریعہ سے جابجا قصبات و دیہات
مین مسلمانون کو دبانے لگے۔ گذشتہ ایام مین خاص شہر لکھنؤ مین تین روز تک گائے ذبح نہ ہوسکی۔
آخر مسلمانون نے جلسہ کرکے اعلیٰ حکام کو توجہ دلائی جب گائے ذبح ہونی شروع ہوئی۔ سوراج ملنے
مین بھی بحیثیت تعداد زیادہ نفع ہندوون کا ہے اور اگر خدانخواستہ ہندو اسمین کامیاب ہوگئے
تو سمجھ لیجئے کہ ہندوستان مین مسلمانون کو گائے کا گوشت نصیب نہین ہوسکتا۔
ایک بڑا نقصان مسلم لیگ کے ریزولیوشن سے یہہ ہوا کہ جو مسلمان زکوۃ کی ادنیٰ مقدار نصاب کے مالک تھے
(یعنی جن کے پاس چپن چھپن روپیہ تھے) وہ قربانی سے قطعی محروم رہے کیونکہ بعض جگہہ بکری
کی قیمت پچیس ۲۵ روپیہ سے لیکر سو سوا سو روپیہ تک پہونچگئی تھی۔
حسن نظامی نے رسالہ "ترک قربانی گاؤ" مین اس معقول عذر کو سب سے بڑا حیلہ بتا کر جو بڑی ترنگ
کے ساتھ جواب دیا ہے وہ بالکل ناتجربہ کاری پر مبنی ہے یہ حیلہ نہین ہے بلکہ واقعی بڑی پختہ دلیل ضرورت
قربانی گاؤ کی ہے کیونکہ یہان غریب سے وہی غریب مسلمان مراد ہے جس کے پاس زکوۃ کی کم سے کم مقدار
نصاب (یعنی چپن روپیہ) ہو تو اب حسن نظامی بتلائے کہ یہہ شخص پچاس ساٹھ روپیہ کا بکرا خرید کر بالکل
مفلس بنجائے یا گائے کے سات حصون مین سے ایک حصہ دو تین روپیہ کا خرید کر قربانی سے
سبکدوش ہو۔ مگر بات یہی ہے کہ ہندو پرستی نے آنکھون پر پٹی باندھ دی ہے اور مال و دولت کی طمع نے
حواس باختہ کر دیا ہے نہ شعار اسلامی کا خیال ہے نہ مسلمانونکی مذہبی ضرورت کی فکر ہے۔
حسن نظامی نے یہہ بھی صاف بتلا دیا ہے کہ رسالہ ترک قربانی گاؤ ہندوؤنکی خواہش سے طبع کیا گیا ہے چنانچہ لکھتا ہے کہ

اگرچہ بقرعید ختم ہو گئی اور یہہ رسالہ پانچہزار تقسیم ہو چکا مگر اس کی غیر معمولی کامیابی اور اثر کو دیکھکر سیکڑون جگہہ سے ممتاز مسلمان اور محب ملک ہندو خواہش کر رہے ہین کہ اس عام فہم کتاب کو دوبارہ چھپنا چاہیے اور بہت زیادہ تعداد مین شائع کرنا چاہیے تاکہ ہندوستان کی کوئی جگہہ اس آواز سے خالی نہ رہے۔" صہ ترک قربانی گاؤ۔

ناظرین اندازہ کرین کہ محب ملک ہندوؤن کی خواہش سے جب یہہ کتاب دوبارہ چھپی ہے تو حسن نظامی کا کیسۂ زر کسقدر پر ہوا ہوگا پھر ایسے دین فروش ہندوؤن کے خوشامدی سے کیا فلاح مسلمانون کو پہونچ سکتی ہے۔ اس رسالہ پر اس کو اسقدر ناز ہے اور یہہ اتنا مغرور ہوگیا ہے کہ یہہ بہی پتہ نہین کہ مین نے شروع مین کیا لکھا ہے اور آخر مین کیا لکھ رہا ہون۔ چنانچہ صہ پر لکھتا ہے " دہلی شہر مین تو ایسی کامیابی ہوئی جو بادشاہون کے زمانہ سے لیکر آج تک نہوئی تہی یہان رسالہ ترک قربانی گاؤ اور خلافت کمیٹی کے اراکین کی کوشش کا پورا اثر ہوا اور باوجود مختلف طاقتون کی جانفشانی کے ایک حد تک گائے کی قربانی بالکل بند ہو گئی پھر صہ ۳ پر لکھتا ہے کہ جب کبہی مسلمانون نے اتفاق ملکی کی ضرورت کو سمجھا ہمیشہ گاؤکشی بند کردی۔ غدر ۱۸۵۷ء مین مدت تک گاؤکشی بند رہی اور اسکے بعد بہی اکثر واقعات بندش کے پیش آئے"۔ اب کہیے کہان تو یہہ فخر تھا کہ بادشاہون کے زمانہ سے لیکر ایسی کامیابی آج تک نہوئی تہی اور یا غدر دہلی اور اسکے بعد بہی اکثر واقعات ترک گاؤکشی کے پیش آئے۔ اس نادان مصنف کو خبر ہی نہین کہ تصنیف مین ایسی دروغگوئی اور بیجا شیخی بگھارنے سے کام نہین چلتا۔ مگر یہ تو ہندوؤنکی خوشامد مین ایسا جامہ سے باہر ہوا کہ آگے پیچہے کی خبر ہی نہ رہی

مگر ہم ناظرین کو حسن نظامی کا سیاسی خلوص بہی صاف طور پر دکہانا چاہتے ہین کیونکہ ہم نہین چاہتے کہ ہمارا کوئی دعوی بلا دلیل رہے اور ناظرین ہماری تحریر کو عصبیت یا نفسانیت پر محمول کرین بلکہ ہم جہان حسن نظامی کی مذہبی اخلاقی حالت دکہا چکے ہین انکا ہاتھون خود اسکی ہی تحریر سے یہ بہی ثابت کردین کہ اسوقت جو معرکۃ الآرا کام اسنے کیا ہے اور ترکون عربون کے ساتھ بڑی جوشیلی ہمدردی ظاہر کی ہے اس کی حقیقت کیا ہے دیکہیے اور غور سے دیکہیے۔ غدر دہلی کے افسانے کی تیسری اشاعت کے دیباچہ مین لکہتا ہے۔ مین نے اس کتاب کے گذشتہ اشاعت کی دیباچہ

حسن نظامی کی سیاسی پولس

مین اشارہ کردیا تھا کہ اس دور پُرآشوب مین جب کہ چند افراد نے حکومت قانونی کے خلاف
ہل چل مچا رکھی ہے اور اُس کا اثر دیگر طبقون پر بھی پڑ رہا ہی اور وہ موجودہ نظام سلطنت مین
یا سکت تغیر اور تبدیلی چاہتے ہین اس قسم کی تاریخی کتابون کا شائع ہونا بہت ضروری اور
مفید ہے۔ اس لٹریچر کو پڑھ کر ان کے دلون کو عبرت و نصیحت ہوگی اور وہ سوچینگے کہ جب
غدر ۱۸۵۷ء مین انگریزون کا قدم ہندوستان سے نہ اُکھڑ سکا تو اب کس طرح ایسا ممکن ہی حالانکہ
۱۸۵۷ء مین ہندو مسلمان کا اتفاق تھا اور اب نااتفاقی ہی ۱۸۵۷ء مین تمام ملک کے پاس ہتھیار
تھے اور ہر شخص انکا استعمال جانتا تھا اور آج کل ایک آدمی بھی ایسا نہین جس کو تلوار چلانی بجا
قاعدہ کے موافق ہاتھہ مین بھی لینی آتی ہو۔ غدر مین دیسی افواج کا اکثر حصہ انگریزون سے
پھر گیا تھا اور آج ایک سپاہی بھی انگریزون سے برگشتہ نہین ہی اسوقت عام طور پر باشندگان
ہند کے جسمون مین طاقت تھی اور وہ سختیون اور مصیبتون کو جھیل سکتے تھے لیکن آج کل سب لوگ
ناتوان کمزور اور عیش پرست ہوگئے ہین کہ ایکدن کی مصیبت مین ان کا دم نکلجائیگا۔
لہذا جب غدر کے ایام مین باوجود اسقدر اسباب کی فراہمی کے انگریزون کو شکست نہ ہوسکی
تو آج کس کی ہمت ہے جو ان کو ہندوستان سے خارج کرنیکا نام لے جو ایسا کہتے ہین یا لکھتے ہین وہ
بڑے ہی بے وقوف ہین جن کو انجام کا ذرا بھی خیال نہین
وہ یہہ کتاب (غدر کے افسانے) دیکھینگے تو انکے رونگٹے کھڑے ہوجاوینگے اور ان کو معلوم ہوگا کہ
انقلاب و فساد مین کیا کیا تماشے ہوتے ہین اور کیسے کیسے شریف و عزت والے بیعزت و ذلیل
ہوکر ٹھوکرین کھاتے پھرتے ہین" انتہے۔

حسن نظامی کی اس تحریر نے سارا راز فاش کردیا کہ یہہ شخص درحقیقت بندۂ زر ہے اسے نہ مذہب سے
غرض ہی نہ سیاست سے نہ یہ ترکون کا ہمدرد ہے نہ انگریزون کا۔ یہ نہ ہندو ہی نہ مسلمان نہ عیسائی
نہ یہودی۔ نہ نیچری نہ قادیانی۔ نہ مقلد نہ غیر مقلد نہ درویش نہ عالم نہ صوفی نہ کوفی بلکہ اسے تو
شہرت حاصل کرنے اور کتاب بیچنے سے غرض ہے۔ مردہ بہشت مین جائے یا دوزخ مین اسکو
اپنے حلوے مانڈے سے کام۔

نظم

ہے صوفیون مین نامی خواجہ حسن نظامی	آفاق مین گرامی خواجہ حسن نظامی
شیعون کا مجتہد ہے پنڈت سنا تونکا	ہے آریون کا سوامی خواجہ حسن نظامی
ہے شرک سے بھی الفت توحید سے بھی رغبت	ہر دین کا ہے حامی خواجہ حسن نظامی
درویش ہے نہ صوفی عالم نہ مولوی ہے	جاہل ہے اور عامی خواجہ حسن نظامی
دہلی کے تاجرونکی سورت کے سیٹھونکی	کرتا ہے تو غلامی خواجہ حسن نظامی
جو ہین پیشوائے ملت انکی کرے مذمت	اُف - تیری بدلگامی خواجہ حسن نظامی
ہندو سے متفق ہے مسلم کا ہے مخالف	یہ کیسی بدنظامی خواجہ حسن نظامی
چون مدعی عشقی بگذار این تعلّی	خوش گفتہ است جامی خواجہ حسن نظامی
سلطان اولیارا رسوا مکن خدا را	بدنشان او گرامی خواجہ حسن نظامی

مختصر یہ کہ ہندوون کا اتفاق محض مطلب کا ہے اور یہ مطلب ایسا ہی نہین کہ اس سے ہندوونکا تو نفع ہوجائے لیکن مسلمان کو کوئی نقصان پہونچنے کا اندیشہ نہو اگر ایسا ہوتا تو بھی چندان مضایقہ نہ تھا مگر اب تو معاملہ یہان آکر ٹہیرا ہے کہ ہندوستان کے ادنی درجہ کے مالدار سوائے گائے کے دوسرے جانور کی قربانی کر ہی نہین سکتے۔ تو گویا قربانی گاؤ بند کرنا شعار اسلامی کا ترک کرنا ہوا جو بڑا ظلم ہے۔ بلاشبہ جو علماء اس مسئلہ مین بڑی ہمت سے کام لے رہے ہین وہی اسکے ذمہ دار ہین اور جہان تک ہمارا تجربہ ہے قربانی گاؤ کے مخالفین علماء کے پاس اسکا کوئی جواب نہین۔ پس جب اسمین کوئی شک وشبہ نہ رہا کہ ہندوون سے اتفاق کرنے مین شعار اسلامی کو صدمہ پہونچنا یقینی ہے تو یہ اتفاق کسی طرح جائز نہین ہوسکتا اور نہ ایسے اتفاق کی نظیر کسی زمانہ مین مل سکتی ہے کہ مشرکین کی خوشامد سے کسی ادنی سے ادنی شعار اسلامی کو ترک کیا گیا ہو اور جو دلائل پیش کئے جاتے ہین وہ اس اتفاق سے ذرا بھی لگاؤ نہین رکھتے۔

سب سے بڑا واقعہ صلح حدیبیہ کا پیش کیا جاتا ہے کہ مشرکین کی سن مانی شرطین قبول کی گئین جن مین سے ایک تو یہ ہے کہ محمد رسول اللہ کی جگہ محمد بن عبداللہ لکھا گیا۔ دوسرے یہ کہ جو مسلمان مکہ سے مدینہ آئے وہ مکہ والون کو واپس دیا جائے اور جو مدینہ سے مرتد ہو کر مکہ جائے وہ اہل مکہ واپس نہ دین ؎

صفحہ ۲۰ سطر ۲ بسم اللہ الرحمن الرحیم کی جگہ باسمک اللہم لکھا ... ۱۲

۲۳	بندۂ عشق شدی ترک نسب کن جامی		کہ درین راہ فلان ابن فلان چیزے نیست	۱۴

پہلی شرط کی نسبت تو یہ عرض ہے کہ یہ الفاظ کفار کو لکھکر دیئے گئے تھے مسلمانون کو اس کی تعلیم نہین دی گئی تھی یعنی ایسا نہین ہوا تھا کہ اہل مکہ کی خاطر سے خود مسلمان بھی محمد رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) نہین کہا کرین گے بلکہ حضورؐ نے اسوقت یہ بھی فرما دیا تھا کہ مین محمد بن عبد اللہ بھی ہون اور محمد رسول اللہ بھی۔ اور اب بخلاف اسکے ہندوونکی خاطر سے مسلمانون کو ترک قربانی گاؤ پر مجبور کیا جا رہا ہی ذرا غور کیجئے۔ دوسری شرط مسلمان و مرتد کی واپسی۔ اسکے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما دیا تھا کہ جو شخص مرتد ہو کر مدینہ سے مکہ جائیگا وہ ہمارے کس کام کا ہے اور جو مسلمان ہوکر مکہ سے مدینہ آئیگا اور ہم اس کو اہل مکہ کے حوالہ کر دین گے اسکی بہتر صورت حق تعالے کوئی بنا دیگا۔ یعنی کفار کا اس مسلمان کے ایمان پر کچھ اثر نہ پڑے گا اور منجانب اللہ اسکے خلاص کی بھی کوئی صورت ہو جائیگی۔ اب ذرا اہل علم غور فرمائین کہ کہان تو ایک مسلمان کامل الایمان کا کفار کے قابو مین جانا اور ایمان سلامت رکھنا اور موقعہ ملنے پر وہان سے نکل آنا اور کہان یہ بات کہ کثیر التعداد مسلمانون کا ہندوونکی خوشامد مین شعار اسلامی کے ترک پر اتفاق کر لینا۔ ع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔

علاوہ اسکے صلح حدیبیہ ایک جنگجو اور قابو یافتہ دشمن کے ساتھ ہوئی تھی جو اپنی قوت اور غلبہ سے مسلمانون کو بیت اللہ کے طواف و زیارت سے روکتا تھا۔ ہندوون کو کفار مکہ سے کوئی نسبت ہی نہین ہندوون نے تو تحریک ترک قربانی گاؤ کی جرأت بھی نہین کی بلکہ خواہ مخواہ مسلم لیگ امرتسر مین مسلمان لیڈرون نے خود ہی پیشقدمی کر کے یہ حماقت آمیز رزولیوشن پاس کیا۔ اور جب ساتھ ہی یہ بھی دیکھا جاتا ہے کہ صلح حدیبیہ کی میعاد باوجود دس سال مقرر ہونے کے پوری مدت قائم نہ رہ سکی اور کفار مکہ نے بہت ہی جلد بیوفائی کی تو ہندوون سے کیا امید ہو سکتی ہے کہ یہ کچھ نہ مانینگے صلح پر قائم رہین گے بلکہ کوئی مدت تو درکنار ابھی سے آثار بدلے نظر آتے ہین مسلمان لیڈر تو صرف قربانی گاؤ بند کرنا چاہتے ہین لیکن ہندو ہمیشہ کیلئے ذبیحہ گاؤ بند کرنے کی کوشش کر رہے ہین۔

اور یہ بھی اب کسی کو یہ مجال نہین رہی کہ توحید کی خوبی اور بت پرستی کی مذمت کھلم کھلا بیان کر سکے بلکہ عجب نہین کہ وہ تمام تصانیف جو ترد ید ہنود مین شائع کی گئی ہین انکی اشاعت بھی بزور یونین

کے ذریعہ سے بند کرادی جائے ورنہ ان تردیدی کتب کے مطالعہ سے جذبات کا مشتعل ہونا لازمی ہے جو ہندو مسلم اتفاق کے لئے تباہ کن ہے ۔ چنانچہ پنجاب مین جب ایک آریہ نے اپنی تقریر مین خوب دل کھول کر اسلام پر سخت سے سخت حملے کئے اور مسلمانون کو اسکی تقریر سے مخالفانہ جوش آیا تو خوشامدی لیڈر وہی اتفاق ٹوٹنے کے خوف سے مسلمانون کا جوش دبانے اور حمیت اسلامی کو نیست و نابود کرنے کے لئے کھڑے ہوگئے اب بتائیے کہ حمایت اسلام کا ہندوستان مین اب کیا ذریعہ رہ گیا اور چونکہ جنگ یوروپ کی چنگاریان اب بھی جا بجا بھڑک رہی ہین اور یہہ معلوم نہین کہ عیسائی سلطنتین کسوقت خلافت اسلامیہ کے متعلق اپنے رویہ کو تبدیل کرین اسلئے ایک غیر محدود زمانہ تک تبلیغ حق کا دروازہ بند رہنا یقینی ہے گویا لیڈرونکی بدولت بہت سے غیر مسلم توحید کے برکات حاصل کرنے سے عرصہ دراز تک محروم رہین گے اور اگر خیال و اندازہ سے قابل اطمینان تصفیہ کی مدت مقرر بھی کیجائے تو بھی اُسکے گذرنے کے بعد تبلیغ و اشاعت کا کام ہندوستان مین نہین ہوسکتا ورنہ پھر ہنود اس اتفاق کو غرض پر محمول کرکے پہلے سے زیادہ دشمن ہوجائینگے اسطرح آئندہ زمانہ کی نااتفاقی کا جو نقشہ خیال مین آتا ہے وہ موجودہ و گذشتہ زمانہ سے بھی بدتر ہے ۔

اور اگر بدقسمتی سے یہ ہندو مسلم اتفاق دوامی صورت اختیار کرے اور دونون قومین رابطہ اتحاد مین ترقی کرکے شیر و شکر ہوجائین تو یون کہئے کہ یہہ اتفاق اسلام کیلئے پیغام موت ہے فانا للہ و انا الیہ راجعون مختصر یہہ کہ ہندو مسلم اتفاق کا موجودہ طریقہ ہندوستان مین اسلام و مسلمانون کو سخت نقصان رسان ہے اور اس صورت کو صلح حدیبیہ سے کوئی بھی تعلق نہین ہے

صلح حدیبیہ کے علاوہ جو دو ایک نظیرین بنی خزاعہ وغیرہ کی دیجاتی ہین اُس سے بھی میان اتفاق کو کوئی مدد نہین ملتی کیونکہ یہہ اتفاق کرنے والے مشرک بہت ہی ضعیف اور بے یار و مددگار تھے اُنکے دل پر مسلمانون کی صداقت اور شجاعت کا سکہ بیٹھ گیا تھا اور دوسرے قبائل عرب سے خوفزدہ تھے اسلئے مسلمانونکی خوشامد مین اپنی سلامتی اور حفظ مال و جان سمجھکر ساتھ دیتے تھے

۵؎ یہ ضرور ہے کہ ان سے بھی اسلام کو ایک گونہ تقویت پہونچتی تھی لیکن اسکا تو وہم بھی نہین ہوسکتا اور نہ کوئی ثبوت ہے کہ ان ضعیفون کی دلداری کیلئے مسلمانون نے کچھہ بھی شعار اسلامی کو بدلا ہو ۱۲

پس یہ صورت بھی ہندوؤن کی نہین ہے۔ ہندو ہرگز مسلمانوں سے مرعوب وخوف زدہ نہین ہین ہندوؤن کی تعداد بھی مسلمانون سے کئی گنی ہے مال و دولت کا تو ذکر ہی کیا ہے ہندوستان کے مسلمانون کا افلاس جیسے اظہر من الشمس ہے ایسے ہی ہندوؤن کی مالداری و مرفہ الحالی محتاج بیان نہین ہے۔

غرضکہ مشرکین کیساتھ مسلمانون کی صلح یا اتفاق کی دو ہی صورتین ہوئی ہین یا تو مشرکین جنگجو وقوت وغلبہ والے یا بالکل ضعیف ومصیبت زدہ۔ سو یہ دونون صورتین ہندوؤنکی نہین ہین اسلیے جسقدر تقریرین آج تک اس وہمی اتفاق کی تائید مین ہوئی ہین اُن کا بہت ہی جامع اور مختصر جواب ہوگیا جو انصاف پسند کے لیے کافی ووافی ہے۔

اب رہی یہ بات کہ "غیر حربی کفار کے ساتھ ہمین احسان وانصاف کرنا چاہئیے" اس کے متعلق اتنی عرض ہے کہ بلا وجہ کسی ہندو کو ستانا اور دکھ پہونچانا اس کو کون درست کہتا ہے اور احسان وانصاف اگر حدود شرعیہ کو نگاہ رکھتے ہوئے کیا جائے تو کون اس کو منع کرتا ہے اگر خوش معاملگی اور حسن سلوک کا اثر مذہبی امور پر نہ پڑے تو اس مین کوئی بھی خلل نہین دیتا لیکن ہندوؤن کی خوشامد مین گئو ماتا کی جے پکارنا رام لیلا مین فرالنٹیر بننا کسی بت کے جلوس مین مسلمانون کا ہٹو بچو کہتے ہوئے چلنا۔ ہندوؤن کا جنازہ اُٹھانا۔ یا ہندو جنازے کے ساتھ مرگھٹ مین جانا۔ کسی ہندو کی موت کو اسلام ومسلمانون کی بدقسمتی سمجھنا اور اسپر دلی رنج وصدمہ کا اظہار کرنا یہ احسان تو ضرور آنکھون مین کھٹکیگا اور کبھی اس کی اجازت نہ دی جائیگی۔ باقی رہا عبداللہ بن ابی منافق کے جنازہ کی نماز پڑھنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسکے کفن کیلئے کرتہ دینا یہ کھلی ممانعت آنے سے پہلے کا واقعہ ہے جب یہ آیت شریفہ وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓی اَحَدٍ مِّنْھُمْ نازل ہوئی تو آپ نے کسی منافق کے جنازہ کی نماز نہ پڑہی اور نہ دفن کیلئے اُس کی قبر پر کھڑے ہوئے۔ یہ حسن نظامی کی جرأت ہے کہ ہندو کا جنازہ اُٹھانا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت بتاتا ہے حالانکہ ہندو جنازے کے ساتھ مرگھٹ مین جانا بھی لَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِہٖ سے ممنوع وحرام ہوگیا ہے۔

غرضکہ ہندو مسلم اتفاق کا جو طرز اختیار کیا گیا ہے وہ بہت ہی خطرناک ہے اور اس سے

حسب ارشاد علامہ شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نیکی برباد گناہ لازم ہونا یقینی ہے چنانچہ آپ اپنے مشہور فتوے مین فرماتے ہین:

"اس موقعہ پر اسقدر تنبیہ ضروری ہے کہ ہندو اور مسلمانون کے ان تعلقات کا یہ اثر ہونا چاہیے کہ مسلمان اپنے کسی مذہبی حکم کو بدلڈالین یا شعار کفر و شرک کو اختیار کرنے لگین اگر وہ ایسا کرینگے تو نیکی برباد گناہ لازم کی مثل اپنے اوپر منطبق کرینگے"۔

افسوس ہے کہ حضرت شیخ الہند رح کی ایسی صاف و صریح تنبیہ کی لیڈرون نے ذرا پرواہ نہین کی جس سے ہماری خیال کی اور زیادہ تائید ہوتی ہے اور ہمین اس نتیجہ مین ذرا بھی کلام نہین رہتا کہ ہندوستان مین سلطنت اسلامیہ کے لئے سوای دعا کرنے کے اور کوئی چارہ عملی جد و جہد کا ہماری پاس نہین ہے ورنہ ہندو مسلم اتفاق سے خود اپنے دین و ایمان کا خطرہ ہے اور اسطرح ایک طرف تو سلطنت کو صدمہ پہنچا دوسری طرف ایمان برباد ہوا ایس چلو چھٹی ہوئی خسر الدنیا والاخرۃ بن بیٹھے۔

اور اس سے بھی زیادہ ایک مشکل یہ ہے کہ خود لیڈرون کا خلوص بھی مشتبہ ہے کیونکہ لیڈر فساد عقائد و اعمال مین اسدرجہ مبتلا ہین کہ ان کو یہ بھی پتہ نہین کہ خلوص و للہیت کیا چیز ہے اور مخلصین کی کیا شان ہوتی ہے۔ ہمارے پاس بہت سے ثبوت انکی بے دینی کے موجود ہین اول تو یہی کہ مخلص اسلام کبھی شعائر کفر و شرک مین حصہ نہین لے سکتا۔ دوسرے یہ کہ جو وفد خلافت یورپ گیا تھا اُس مین ایک ممبر سارے راستہ شراب پیتا رہا چنانچہ اخبار وکیل امرتسر مورخہ ۹ نومبر سنہ ۲۰ء سے ہم ایک نوٹ نقل کرتے ہین۔ ملاحظہ فرمائیے۔

وفد خلافت و شراب

وفد خلافت و شراب سنتا ہون کہ وفد خلافت کا رکن دوران سفر یورپ مین دختِ رز سے جی بہلاتا رہا ہے اور رئیس وفد اُس کا خرچ (بادل ناخواستہ) ادا کرتے رہتے ہین مین حق الیقین کے ساتھ تو نہین کہہ سکتا البتہ اسقدر عرض کر سکتا ہون کہ میرا ذریعہ معتبر ہے شاید مولانا سید سلیمان ندوی اس بارہ مین کچھ تحریر فرمائین"

اول تو یہ کہ ایک حامی اسلام اور دردمند قوم کا شراب پینا یہ کہان تک خلوص و للہیت کا پتہ دیتا ہے دوسری یہ کہ رئیس وفد کا قومی چندہ سے شراب کا خرچ ادا کرنا کیسے جائز ہے۔ یہ تو مال مفت

دل بے رحم کی کھلی دلیل ہو اور کیا رئیس وفد کو پہلے سے علم نہ ہوگا کہ وفد کا ایک ممبر شراب کا
بھی عادی ہے مگر یہ خیال تو وہ کرے جسکو قوم کے روپیہ کا کچھ خیال ہو اور جب انکی قسمت سے
بہت سے بھیک مانگنے والے ملک مین پیدا ہو گئے ہین تو پھر جتنی بیدردی سے یہ روپیہ اُڑا یا جا ئین
زیبا ہو بس یہی تو ایک راز ہے جس سے قومی لیڈری کی اہلیت معلوم ہوتی ہے۔

علاوہ خاص اور مشہور لیڈرون کے ہندوستان کے شہر و قصبات مین جسقدر خلافت
کمیٹیان قائم ہین وہ اکثر بے دین اور آوارہ لڑکون نے قائم کر رکھی ہین جن کو نہ مذہب کی
خبر ہے نہ قوم کی ۔ جو نہ سیاست سے واقف ہین نہ تمدن سے۔
بات صرف یہ ہے کہ انگریزی تعلیم کی بدولت یہ ایسے تباہ حال ہو گئے ہین کہ ہرگز قوم مین سرخرو
بننے اور وجاہت حاصل کرنے کے لائق نہین رہے اسلیے ہمیشہ ایسی تحریکون مین حصہ لیتے
رہتے ہین تاکہ کوئی ذریعہ تو قوم مین منہ دکھانے کا باقی رہے۔

بفضلہ تعالیٰ ہمین اس جماعت کا کافی تجربہ ہو اور ہم خوب واقف ہین کہ یہ اپنی بدعملی
و بدعقیدگی کو کس طرح ملمع سازی سے چھپایا کرتے ہین پس منجملہ اور تحریکون کے ایک تحریک
خلافت بھی ان کے ہاتھ آگئی ہے جس کی بدولت بڑے بڑے علماء و مشائخ اور باخدا متقی و حق پرست
لوگون پر چھچھورے لڑکے آوازے کسنے اور پھبتیان اُڑاتے ہین حالانکہ یہ دل مین ذرا بھی درد
نہین رکھتے اور جو کچھ یہ کہتے ہین انکے گلے سے نیچے نہین اُترتا پھر کیسے ہو سکتا ہو کہ مسئلہ
خلافت جو ایک خالص مذہبی مسئلہ ہے اُس کی حقیقت سے یہ پوری آشنا اور متاثر ہون بلکہ
درحقیقت یہ مسئلہ بھی مثل دیگر اسلامی مسائل کے علماء و صلحاء سے تعلق رکھتا ہو اور انہی حضرات کو کامل
ہمدردی خلافت اسلامیہ و سلطنت عثمانیہ سے ہو سکتی ہو نہ کہ بیدین نفس پرست جاہ طلب نادان
لڑکون کو۔

لیکن جیسا کہ ہم تفصیل سے لکھ چکے ہین عملی جدوجہد کیلیے میدان ہند بالکل تنگ ہے اسلیے
علماء خاموشی کو اسلام کے لئے بہتر سمجھے ہین مگر افسوس ہو کہ کوتاہ اندیش لوگ ایسے خاموش
علماء کو خلافت کا مخالف مشہور کرتے ہین حالانکہ درحقیقت یہ حضرات ان کمیٹیون کے مخالف
ہین جن کے ممبرون اور کارکنون کی مذہبی حالت نہایت افسوسناک ہے مگر اس جرأت کی

رنگون خلافت کمیٹی کی صدارت

کیا انتہا ہے کہ ان نوجوان لڑکون کی تجویزون اور ریزولیوشنون سے اتفاق نہ رکھنا گویا خلافت کا مخالف بننا ہے۔

دیکھیئے۔ رنگون خلافت کمیٹی نے ہم سے صدارت کی درخواست کی مگر ہم نے ذرا بھی انکی درخواست پر توجہ نہ کی اور اسکے چند وجوہ ہین اول تو یہی کہ ان کمیٹیون کی مذہبی حالت بالکل تباہ ہوتی ہے اس لیے کوئی خاص مذہبی اصول سے کام نہین ہو سکتا دوسرے یہ کہ جب ہم دیکھتے ہین کہ یہ کمیٹی اپنے ماتحت معمولی مدرسہ بھی نہین چلا سکتی تو خلافت جیسا عظیم الشان مرحلہ کیسے طے ہو سکتا ہے کیونکہ جتنے قومی مذہبی امور ہین ایثار کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ اور یہ نوجوان سوائے اسکے کہ کمیٹی بنا کر قوم کو دھمکانے اور فقیرانہ روپ بھر کر بھیک مانگنے لیکن خود اپنی ذات سے باوجود صاحب ثروت ہونیکے کچھ خرچ نہین کرتے یہی وجہ ہے کہ رنگون خلافت کمیٹی کے ماتحت جو مدرسہ عرصہ سے قائم ہے اُس کا انتظام نہایت خراب ہے اسمین ترقی تو درکنار اگر موجودہ حالت سے کچھ روز اور قائم رہے تو غنیمت ہے۔ غرضکہ جب یہ کام جو معمولی توجہ سے چل سکتا ہے ابتر حالت مین ہے تو خلافت کی امداد و حمایت جہان قدم قدم پر مالی وجانی قربانی کی ضرورت ہے کیسے ممکن ہے بقول شیخ علیہ الرحمۃ

ع
تو کار زمین را نکو ساختی — کہ با آسمان نیز پرداختی

علاوہ اسکے ان کمیٹیون کی صدارت محض کرسی نشینی کیلئے ہوتی ہے یہ چالاک لوگ اہل علم کو صدر بنا کر عوام کو دھوکہ دیا کرتے ہین ورنہ صدارت کی شان تو یہ ہے کہ کمیٹی کی تمام کارروائی صدر کی منظوری سے انجام پائے۔ آمد و خرچ کا کل حساب صدر کو دکھلایا جائے تمام ممبرون اور سکرٹری سے زیادہ صدر کی رائے کو وقعت دی جائے کمیٹی کے ممبرون مین جو کمزوری ہو صدر کی ہدایت و فہمائش سے اُسکے دور کرنے کی کوشش کرین۔ اور صدر چونکہ اہل علم ہے اس لئے انتخاب ممبران مین بھی صدر کے فتوی کا لحاظ کیا جائے اور حتی الامکان پابند شرع ممبر بنائے جائین اور جب یہ کچھ بھی نہین تو کوئی عاقل صرف کاٹھ کا پتلا بننے کے لیے کرسی صدارت کی طمع نہین کر سکتا۔ ہم رنگون خلافت کمیٹی کا خط یہان نقل کر کے اسپر ضروری تنقید کرتے ہین وہ خط یہ ہے

بعالی خدمت جناب مولانا مشتاق احمد صاحب۔ السلام علیکم۔ ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔

بتاریخ ۱۱ر دسمبر ۱۹۲۰ء مقامی خلافت کمیٹی کا ایک جلسہ منعقد ہوا تھا جس مین سال آیندہ کے لئے

عہدہ داروں اور ممبران اکز کٹو کمیٹی کا انتخاب کیا گیا ہے جناب کا نام نامی عہدہ صدارت کے لئے پیش ہوا تھا اور حاضر ممبران جلسہ نے بالاتفاق جناب کو عہدہ مذکور کیلئے انتخاب کیا ہے مسئلہ خلافت کے لئے کٹھن منزلوں کی سرحد شروع ہو گئی ہے لہذا مقامی خلافت کمیٹی کو نہ صرف جناب کی اخلاقی ہمدردی کی بلکہ عملی رہبری - امداد اور مشورہ کی اشد ضرورت ہے" ممبران خلافت کمیٹی کی استدعا ہے کہ جناب اس نتیجہ انتخاب کو قبول فرمائیں اور بقار اسلام کی جد وجہد میں ہاتھ بٹائیں - والسلام آپ کا صادق - قطب الدین

ناظرین - اس خط میں عملی رہبری امداد - مشورہ کی درخواست یہ صرف رسمی ہے ورنہ ہم گذشتہ سال ایک اہل علم کی صدارت کا حال بخوبی دیکھ چکے ہیں کہ سوا کرسی صدارت کے اور کوئی چیز انکے زیر فرمان نہ تھی - ہم اچھی طرح جانتے ہیں کہ حضرت صدر صرف حصول اغراض کا ایک آلہ ہوتے ہیں اور کوئی اختیار ان کو نہیں دیا جاتا اور یہ صدارت بھی اسی وقت تک سلامت رہتی ہے جب تک صدر صاحب ممبروں کی ہاں میں ہاں ملاتے رہیں ورنہ ذرا اختلاف کرنے ہی بائیکاٹ کر دیتے ہیں - غرضکہ جو بیدار مغز اہل علم ان کمیٹیوں سے علحدہ رہتے ہیں اس کی یہی وجہ ہے جو ہم نے لکھکر بیان کر دی ہے - اور جب ہندو مسلم اتفاق کو بھی ساتھ ملایا جائے تو کوئی غیور خدا پرست ان کمیٹیوں میں حصہ لے ہی نہیں سکتا پس یا تو کوئی بھولے بھالے بزرگ انکو ہاتھ آجاتے ہیں جو ان چالاک لوگوں کی کارروائیوں سے واقف نہیں ہوتے - یا کوئی عزت و وجاہت کی حرص میں آنکھیں بند کر کے صدارت قبول کر لیتے ہیں ورنہ تجربہ کار اور حقیقت شناس علمار سے دانستہ ایسی لغزش نہیں ہو سکتی دوسری خاص بات یہ ہے کہ انگریزوں نے جو برتاؤ سلطنت اسلامیہ کے ساتھ کیا ہے وہ ایسا ہی ہے جیسا کہ ہمیشہ سے عیسائی سلطنتیں سلاطین اسلام کے ساتھ کرتی چلی آئی ہیں یہ لیڈروں کی غلط فہمی ہے کہ انگریزوں کے اس فعل کو خلاف امید جانتے ہیں - اگر ان لیڈروں کو انگریزوں کے وعدوں پر واقعی اعتماد تھا تو یہی رو رو تے چلاتے پھریں علمار تو جیسا ہمیشہ انگریزوں کو سمجھتے تھے ویسا ہی جنگ کے وقت ان کا خیال تھا اور جنگ کے بعد بھی جو کچھ ہوا یہ علمار کے نزدیک ذرا بھی خلاف توقع نہیں ہوا - ہاں جو لوگ انگریزوں کے ساتھ میل جول بڑھانے اور محض دنیوی عزت و وجاہت حاصل کرنے کی غرض سے انکی تقلید میں

ڈوب چکے تھے جن مین اسلامی شان بالکل مفقود ہو چکی تھی جو اپنی مذہبی قومی روحانیت
کو تباہ کر کے انگریزی طرز تہذیب مین فنا ہو گئے تھے اُن کو انگریزون کے عہد و پیمان پر کامل
اعتماد تھا اور وہ سمجھتے تھے کہ ہم نے جو کچھ اپنی مذہبی قومی حیثیت کو برباد کر کے انگریزون کی
خوشنودی حاصل کی ہے اُس کا ضرور لحاظ کیا جائیگا مگر جب اُنکی امیدون اور تمناؤن کے خلاف
انگریزون نے برتاؤ کیا تو اُنکی آنکھین کھلین کہ او ہو ہم تو بڑی غفلت مین تھے یہ خیال کرتے ہی آرے
چلانے لگے مگر ان کو یہ خیال نہ ہوا کہ جو شخص اپنی ہستی کو محض خوشامد سے دوسرے مین فنا کر دیگا
اُس کی کبھی قدر و منزلت نہین ہو سکتی وہ سب دوست او دشمن کے نزدیک ہمیشہ ذلیل رہے گا
اور کبھی ممکن نہین کہ وہ سلطنت کی نظرون مین حقیقی اقتدار حاصل کر سکے۔ بس یہی حال اس انگریزی
خوان جماعت کا ہوا کہ نادانی سے دین و ایمان قربان کر کے انگریزون کو اپنی کمزوری کا ثبوت دے کر
بیٹھے اور ہمیشہ سمجھتے رہے کہ انگریز ہمارے قدردان ہین مگر اللہ اللہ یہ قوم ایسی گہری نظر رکھتی ہے
کہ کبھی کسی کی ظاہری خوشامد سے دھوکے مین نہین آتی بس سوا اسکے کہ ان خوشامدیون کو خطاب
اور آنریری عہدے دیئے اور کبھی کوئی خاص تمنا ان کی پوری نہین کی نہ آزاد یونیورسٹی دی
نہ جنگ طرابلس و بلقان مین ان کے مشورون پر خیال کیا۔

انگریزون نے اچھی طرح اندازہ کر لیا ہے کہ یہ لوگ ایک غلامانہ زندگی بسر کرنیکے لائق ہین انمین
خودداری کا نام نہین ہے اور نہ یہ اس قابل ہین کہ اُنکی کسی آواز پر توجہ کیجائے۔

مختصر یہ کہ پچاس سال مین تعلیم یافتہ جماعت نے انگریزی رنگ اختیار کرنے اور اپنی ہستی کو
انگریزیت مین ہضم کرنے مین کوئی کسر نہین رکھی مگر جب اس کا صلہ مانگنے کھڑے ہوئے تو سوائے
دھمکی اور ڈانٹ کے اور کچھ بھی نہ ملا۔ اب یہ جو کچھ واویلا اور آہ و فریاد کیجا رہی ہے یہ اُنکی خلاف
اُمید برتاؤ سے ہے کہ افسوس ع نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے رہے نہ اودھر کے رہے
مگر علمائے اسلام جو کمال استقامت کے ساتھ اصل مذہب پر خود بھی قائم رہے اور اپنے زیر اثر مسلمانونکو
بھی قائم رکھا اُنکو انگریزون کا یہ طرز عمل کچھ بھی خلاف امید نہین معلوم ہوتا کیونکہ علماء نے کسی وقت حد
اعتدال سے باہر قدم رکھکر انگریزونکی کوئی ایسی خوشامد نہین کی جو مذہبی حیثیت سے قابل ملامت ہو
علماء نے ہمیشہ اسلام اور مسیحیت کے فرق کو ملحوظ رکھا ہے۔ علماء سمجھتے رہے کہ توحید و تثلیث مین

کبھی حقیقی اتحاد نہین ہو سکتا اور نہ مسلمان و عیسائی ایک دوسرے کے ساتھ مخلصانہ برتاؤ کر سکتے ہین اسلئے انگریزون نے جو سلوک سلطنت اسلامیہ کے ساتھ کیا وہ علمار کے نزدیک ذرا بھی خلاف توقع نہین ہے پس علمار صبر و خاموشی کے ساتھ بدستور اپنے مشاغل علمیہ مین مشغول ہین اور حق تعالےٰ سے اسلام کی فتح و نصرت کی دعا کرتے ہین - ہان جن لوگون نے دین و ایمان برباد کر کے انگریزونکے خوشنما وعدون اور خوبصورت اعلانون پر بھروسہ کر رکھا تھا وہ چیختے چلاتے پھرتے ہین مگر یاد رکھیے یہ چیخنا چلانا بھی ویسا ہی بیکار جاویگا جیسا کہ خوشامد و چاپلوسی - اور سبب اس کا یہی ہے کہ یہ چیخ پکار بھی صبر و استقلال سے نہین ہے اور ہم اس بھاگ دوڑ مین خود داری کا نام ہی نہین دیکھتے بلکہ یہان بھی ہندوؤن کی خوشامد مین وہی کمزوری کا ثبوت دیا ہے جو انگریزون کے ساتھ دی چکے ہین - اسوقت کوئی خاص اور اہم تجویز ایسی نہین کہ جس کی ابتدا خود مسلمانون کی طرف سے ہوئی ہو بلکہ جو کچھ ہے ع انچہ استاد ازل گفت ہمان می گویم" کا مصداق ہے - مسٹر گاندھی نے جو ترانا گایا اسی کی مشق مسلمان لیڈر بھی کرنے لگتے ہین اور صرف یہی نہین بلکہ مثل انگریزی تقلید کے اب ہندوؤن کی تقلید کو باعث نجات اور موجب فلاح تصور کر لیا ہے - چنانچہ قربانی گاؤ کا ترک کرنا - تلک لگا کر مندر مین جانا - گئو ماتا کی جے پکارنا یہ کھلے ثبوت ان نام نہاد لیڈرون کی کمزوری کے ہین کسقدر افسوس کا مقام ہے کہ یہ بے پیندی کے بدھنے کسی ایک رخ پر قائم ہی نہین رہتے - یہ بہت ہی کمزور ایمان اور بہت ہی کچا دل رکھتے ہین ان مین روحانیت کا نام نہین ہے ان کو استقلال و استقامت کی جو تمام کامیابیون کی کنجی ہے ہوا بھی نہین لگی - ان کو معلوم نہین ہے کہ صبر و توکل کے ساتھ جد و جہد کرنا اور سنجیدگی و متانت کو کسیوقت ہاتھ سے نہ دینا ہی حصول مراد کا بڑا ذریعہ ہے -

ایک وہ وقت تھا کہ ہیٹ لگائے صاحب بہادر بنے پھرتے تھے اور ایک آج ہے کہ تلک لگا کر پنڈت جی کا روپ بھرتے ہین افسوس ؎

گر بت شکنم گاہ مسجد زنم آتش از مذہب من گبر و مسلمان گلہ دارد

ہم پیشینگوئی کئے دیتے ہین کہ جس طرح بیجا خوشامد سے یہ انگریزون مین اپنا اقتدار کھو بیٹھے ہین ایسے ہی کسی وقت ہندوؤن کی نظرون مین ذلیل ہونگے اور جیسے آج انگریزون کی بیوفائی اور وعدہ خلافی پر واویلا

پکارہی ہین ایسے ہی اگر وز ہندوؤن کی بیمروتی اور طوطاچشمی پر آہ وفغان کرین گے مگروہ دن انکی آخری ناکامی اور بی مرادی کادن ہوگا۔

ناظرین ۔ ہم یہان یہ ظاہر کردینا بھی مناسب سمجھتے ہین کہ ہماری یہ مخالفت لیڈران قوم سے آج نئی نہین ہی بلکہ ہم ہمیشہ سے انکے توہمات کو مسلمانون کے لیے غیر مفید بلکہ مہلک خیال کرتے ہین اور بات یہ ہے کہ سیاست وملکی معاملات کے لیے جن باتونکی ضرورت ہے ان کا توان لیڈرونمین نام ونشان نہین ہو بلکہ یہ محض وہم وخیال سے تمام مرحلے طے کرنا چاہتے ہین - دیکھیے جب ہم بزرگان سلف کے کارنامے پیش نظر رکھتے ہین توہمین تین صفتین معلوم ہوتی ہین جن کی بدولت اسلامی جاہ وجلال کا ڈنکا دنیا مین بجگیا اور بڑے بڑے سرکش اور جابر بادشاہون نے اسلامی شوکت وحشمت کے سامنے سر تسلیم خم کردیا وہ تین صفتین یہ ہین ۔ علم دین - زہد وتقوے - ہمت وشجاعت

قرون ثلثہ مین یہ صفات ثلثہ علی وجہ الکمال موجود تھین اسی لیے چند روز مین جو عروج اسلام کو ہوا وہ محتاج بیان نہین ہی خلفائے راشدین کے بعد خلفائے عباسیہ وبنی امیہ مین بی جس خلیفہ کو زیادہ فتوحات حاصل ہوئین اور اسی کا زمانہ خیر وبرکت کا شمار ہوا جسکو ان صفات ثلثہ سے زیادہ حصہ ملا تھا اور جون جون ان صفات مین کمی ہوتی گئی دون ودن تنزل وانحطاط ہوتا گیا چنانچہ اسوقت بھی سلطنت اسلامیہ کو جو نقصان پہونچا اس کا بڑا سبب ان صفات کی کمی ہی جس کا اندازہ ایک صادق الایمان مسلمان اچھی طرح کرسکتا ہے لیکن تعجب تو یہ ہی کہ ہندوستان کے لیڈر ان تینون صفتون سے بالکل خالی ہوکر محض وہم وخیال سے تاج وتخت کے مالک بننا چاہتے ہین۔

پہلی صفت علم دین سے یہ بالکل کوری ہین ۔ یہ دوسری بات ہی کہ یاران جلسہ نے ان کو مولانا کا خطاب دیدیا ہی ورنہ بیچارے وضو ونماز کے مسائل سے بھی ناواقف ہین ۔ یہی وجہ ہی کہ بعض اوقات ایسی مخالف اسلام حرکت ان سے سرزد ہوتی ہے جو ایک معمولی مسلمان بھی نہین کرسکتا۔

دوسری صفت زھد وتقوی اس کا توذکر ہی کیا ہی عیان راچہ بیان ۔

انگریزی مال کا بائیکاٹ صرف زبانی کررہے ہین ورنہ سراپا انگریزی فیشن مین غرق ہین حالانکہ

اصل اصول یہی ہے اور حقیقی ترک موالات اسکا نام ہے۔ لیڈروں اور خلافت کمیٹیوں کے ممبروں کی
کونسی ادا ہے جس سے انگریزی موالات کی جھلک نظر نہ آتی ہو۔ مگر افسوس ہے کہ یہ لوگ
کھلم کھلا ہے قانون اور ریزولیوشن کے خلاف کرتے ہوئے بھی قوم کو دھمکاتے اور ڈانٹتے ہیں۔
ہمیں تو ان علماء پر بھی تعجب ہوتا ہے جو دفعۃً نئی روشنی کے مقلد بنکر اتباع شریعت کا
وعظ بھی ریزولیوشن کے ذریعہ سے کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ فعل بھی تقلید یورپ کا ایک شعبہ ہے
اس سے پیشتر علماء کا یہ طرز عمل کہیں دیکھنے میں نہیں آیا۔ یہ اسی بیداری کی برکت ہے کہ
طریقہ سلف کو چھوڑکر پند و نصیحت بھی ریزولیوشن کے سہارے کی جانے لگی۔ اور لطف یہ ہے
کہ ترک موالات کا دعویٰ بدستور قائم ہے حالانکہ انگریزوں کی کسی ادا کو خواہ مخواہ اپنا طریق عمل
بنا لینا یہ موالات ہی میں داخل ہے پھر ترک موالات چہ معنی دارد۔ یہی وجہ ہے کہ ایسی چیخ
پکار سے جس میں عمل کا نام نہ ہو کوئی خاص اثر نہیں ہوتا۔ عارف شیرازی کیا خوب فرماتے ہیں۔

مشکلے دارم ز دانشمند مجلس باز پرس — توبہ فرمایاں چرا خود توبہ کمتر می کنند

تیسری صفت ہمت و شجاعت ہے یعنی اللہ کے واسطے مال و جان پر کھیل جانا مگر یہاں بھی یہی
بہی کلام ہے مدعی ہزاروں پیدا ہوگئے ہیں لیکن گھر کو اللہ کے واسطے آگ لگانے والے نظر نہیں آتے
سوائے قوم کو لوٹنے کھسوٹنے کے اپنی جیب سے ایک پیسہ نکالنا بھی گوارا نہیں کرتے۔ کیا کوئی
بتا سکتا ہے کہ اس آہ و فریاد و شور و فغان کے زمانہ میں کتنے لیڈر اپنی جائداد قوم کے حوالے
کر کے مفلس ہوگئے۔ بخلاف اسکے ہندوؤں میں ایسی نظیریں بکثرت پائی جاتی ہیں۔
اور اسی لئے ہمارا خیال ہے کہ ہندو قوم ایک ہزار سال کے بعد ملکی حیثیت سے دوبارہ زندہ
ہوتی ہے اور ہمیں ہندوؤں کے موجودہ ایثار سے انکی سیاسی قابلیت کا پورا ثبوت ملتا ہے
ہمیں شک نہیں کہ مسٹر گاندھی سے اس عرصہ میں کئی خطرناک غلطیاں ہوچکی ہیں لیکن ہندو
قوم پر اسکے خلوص کا سکہ بیٹھ چکا ہے اسلئے اسکے اقتدار میں کسی قسم کا فرق نہیں آتا اور جو
ہر دلعزیزی اس کو ایک مرتبہ حاصل ہوچکی ہے وہ بدستور بلکہ ترقی پر ہے بخلاف مسلمان لیڈروں کے
کہ ان کی کمزوری سے قوم کے معتدبہ حصے کو بدگمانی ہے اور ہرگز ان پر اعتماد کرنے کو تیار نہیں ہیں
یہ مسلمانوں کی قسمت ہے کہ ان کو ایسے لیڈروں سے پالا پڑا ہے جو اپنا پرایا سب ہضم کر جاتے ہیں

اور ڈکار تک نہ لیں۔ قوم حساب کا مطالبہ کرے تو اُلٹے غرائے اور سینہ زوری کرنے لگیں اسی بنا پر کہا جاتا ہے کہ چونکہ ہندو قوم میں واقعی بیداری کے آثار پیدا ہو گئے ہیں اور ایک سے زیادہ ہستیاں اپنا دھن دولت قوم کے حوالہ کر کے ملکی و قومی خدمت کے لئے وقف ہو گئی ہیں اس لئے اگر مسلمان اپنی ایمانی کمزوری سے ہندوؤں کی رسوم مشرکانہ شریک ہوں گے یا ہندوؤں کی خوشی میں ادنیٰ سے ادنیٰ شعار اسلامی کو ترک کرینگے تو ایک روز سخت آفت کا سامنا ہو گا۔ کیونکہ ہندو اسطرح ہمارے مذہبی جذبات کا اندازہ کر کے آہستہ آہستہ دبانا شروع کرینگے۔ اور مسلمان مذہبی امور میں رعایت و مروت کے عادی ہو جاینگے سبب سے چنداں تعرض نہ کریں گے پس کیسے ممکن ہے کہ ہندوستان میں اسلام نے جس مضبوطی کے ساتھ ترقی کی ہے آیندہ بھی یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہیگا اور جس شان و شوکت سے اپنے ہمسایہ قوموں کو مرعوب رکھا ہے یہ رعب داب برابر قائم رہ سکے گا۔

مختصر یہ کہ اسلامی سیاست کیلئے ان تین صفتوں کی ضرورت ہے جن کا ذکر ہم نے اوپر کیا ہے اور چونکہ یہ تینوں صفات نہ لیڈروں کو اسوقت حاصل ہیں اور نہ آیندہ ان کے حصول کی کوشش ہے اس لئے ہم ایسی تحریکوں کو سوائے اوہام پرستی کے اور کچھ نہیں سمجھتے اور ہمیشہ ان اوہام پرستوں کی مخالفت کرنے اور بندگانِ خدا کو ان کی کمزوری سے آگاہ کرنے کو اسلام کی اہم ترین خدمت خیال کرتے رہے چنانچہ علی برادران نے جسوقت دہلی میں انجمن خدام کعبہ قائم کی ہم نے ایک جلی قلم کا اشتہار صدا وقت آثار شائع کر کے مسلمانوں کو متنبہ کر دیا کہ اس انجمن کی حقیقت سوائے وہم و خیال کے اور کچھ بھی نہیں ہے ہم ناظرین کی آگاہی کے لئے وہ قابل دید اشتہار یہاں بھی نقل کرتے ہیں۔

انجمن خدام کعبہ دہلی

اسمیں شک نہیں کہ ہر زمانہ میں مثل ذاتی و خانگی امور کے مذہبی و قومی ضروریات بھی نئی نئی پیش آتی رہتی ہیں جن کا پورا کرنا حتی الوسع ہر مسلمان کا فرض ہوتا ہے لیکن اس کے ساتھ ہی اول تو ہر کام کی واقعی ضرورت کا ثبوت ہونا چاہیئے دوسرے ہر ضروری کام کے لئے ہر شخص کو اطمینان ہونا ایک مشکل امر ہے۔ کیونکہ قوم کی بدقسمتی سے ابھی تک ایسے لوگوں کا وجود کثرت سے

پایا جاتا ہے جو صرف ہوا کا رخ دیکھکر مسلمانون کے جوش سے ناجائز فائدہ اُٹھایا کرتے ہین اسلئے نہایت ضروری ہی کہ جسوقت جو ضرورت کبھی پیش کرکے امداد کرنی ہے پہلے اُس کی خوب ہی تحقیق و تفتیش کی جائے۔

جنگ بلقان کے موقع پر جانباز ترکونکی دشواریان اور بیوہ و یتیمون کے مصائب معلوم کرکے مسلمانون نے جو ست و بیخود ہوکر امداد کی ہے وہ حقیقت یہ ہے کہ حال سے تعلق رکھتی ہے اور اس سے مسلمانون کی روحانیت اور زندہ دلی کا پورا پتہ چلتا ہے لیکن افسوس ہے کہ مسلمانون کی اس مستی و بیخودی کیحالت مین بعض حضرات نے موقعہ کو غنیمت سمجھکر فوراً ہی دوسرا راگ الاپنا شروع کر دیا اور نہایت ہی موثر لہجہ مین انجمن خدام کعبہ کی سُریلی آواز مسلمانون کے کان مین ڈالی۔ اس انجمن کے بانی صرف دو بھائی ہین۔ پس بجائے اسکے کہ اس انجمن کے مقاصد پر شرح و بسط کے ساتھ کوئی طویل بحث کیجائے غور طلب یہ امر ہے کہ جو لوگ کعبہ کی زبردست خدمت کا بیڑا اُٹھاکر اپنے آپکو خدام کعبہ کے نام سے مشہور کرتے ہین آیا انہون نے (باایں ہمہ جاہ و ثروت) آج تک کوئی سفر زیارت کعبہ کے لئے بھی کیا ہی یا گھر ہی بیٹھے بیٹھے یہ سارا جوش و خروش ہے ہماری خیال مین انکی مذہبی حالت سخت افسوسناک ہی کعبہ کی زیارت کیلئے سفر کرنا تو درکنار یہ (نماز کے لئے) کعبہ کیطرف کو منہ کرکے بھی نہین کھڑے ہوتے اور اس کی تصدیق حسب ارشاد یُعرَفُ المجرمونَ بِسیماھُم ہر شخص انکی وضع و لباس سے خود کر سکتا ہے لہذا انکو کی ضرورت نہین ہی کہ حسب وعدۂ خداوندی حفاظت کعبہ کے ہزارہا ذرائع موجود ہونے ہوئے ہم اس متبرک خدمت کے لئے خلاف شرع لوگون کو منتخب کرین۔

دوسری خاص بات یہ ہے کہ بقول نواب حاجی محمد اسمعیل خانصاحب رئیس دتاولی یہ انجمن روپیہ کی ضمانت نہین دیسکتی۔ یہ واضح رہے کہ چندہ بلقان اس سے مستثنیٰ ہے کیونکہ ہمارے عقیدے مین اُسوقت مسلمانون کے ہر طبقہ پر یکسان کیفیت طاری تھی علاوہ اس کے ہر قسم کے فراہم ہونے سے پہلے خود اس کی ضرورت پکارتی اور تقاضا کرتی تھی اس لئے ایک محدود وقت مین جمع و خرچ سب ساتھ کے ساتھ ہوجانے سے بفضلہ تعالیٰ نہ ہم خود بدگمان

سہ روزانہ پیسہ اخبار مورخہ ۲۵ جون ۱۹۱۳ء

ہین اور نہ عام اہل اسلام مین بدگمانی پھیلانا چاہتے ہین حاشا وکلا لیکن انجمن خدام الکعبہ
چونکہ ہندوستان کے ہر شہر وقصبہ وقریہ ودیہات کو ہمیشہ کے لئے دعوت دے رہی ہے
اور جو اسکے مقاصد ہین وہ کچھہ ایسے خیالات پریشان ہین جن کا انجام تک پہونچنا تو درکنار
عملی طور پر انکو شروع کرنے کی مدت بہی نامعلوم ہی اس لئے ہر آن و ہر لمحہ ملک کے مختلف اطراف
واقطاع سے روپیہ کی آمد توضرور معلوم ہوگی لیکن اُسکے خرچ کی خبر سوائے خدا کے دوسرے کو نہین
ہوسکتی اور نہ اس وقت کسی کو یہہ معلوم ہی کہ اس انجمن کو روپیہ کی جسقدر ضرورت ہی اُسکی کم سے کم
اور زیادہ مقدار کیا ہی اور کتنی مدت مین اس کو فراہم کرکے کام شروع کرنا چاہتی ہی اور یہہ
ہم پیشینگوئی کئے دیتے ہین کہ مسلمان سوائے روپیہ دینے کے اور تمام معاملات مین ہمیشہ تاریکی مین
رہینگے۔ کیونکہ بظاہر ایسی وسیع خدمت (حفاظت کعبہ) کا نام لیا گیا ہی جس کی ابتدا و انتہا کسی وقت
کوئی متعین ہی نہین کرسکتا پس کیسے جائز ہوسکتا ہے کہ مسلمان اپنی گاڑہی کمائی کا روپیہ محض
ایک دو شخص کے کہنے سے موہوم ومجہول اغراض مین غیر محدود زمانہ تک خرچ کئے جاوین اور
کسی نتیجہ کی امید نہ رکہین۔"

ناظرین ہم نے انجمن خدام کعبہ پر جو اعتراض کئے اُن کا جواب انجمن والون کے پاس کچھہ
نہ تھا اور نہ اب ہے اور ظاہر ہی کہ جس شے کا وجود محض خیال ہی خیال ہو اُس کیلئے مضبوط دلائل
کہان سے آسکتے ہین اور معترض کا جواب کسطرح دیا جاسکتا ہی پس اسوقت ہندو مسلم اتفاق کیجا
جو کچھہ یہہ لوگ تجویز کررہے ہین انکی حقیقت بہی خیالات پریشان سے زیادہ نہین ہی۔ پھر کیسے
ممکن ہے کہ جو شخص علوم دینی مین وسیع نظر رکہتا ہو اور تجربہ بہی کافی ہو وہ ایسی خیالی پلاؤ پکانے
مین شریک ہوجائے۔ ہان حسن نظامی جیسا جاہل اور دین فروش ہندوؤن کا خوشامدی
شہرت اور مال ودولت کی طمع مین جو کچھہ بہی اُلٹی سیدھی ہانکے تھوڑا ہے۔

یہ شخص تو حضرت سلطان المشائخ مولانا نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ کا نام نامی بیچنے پر رات
دن تلا رہتا ہے اس کو نہ خدا کا خوف ہے نہ دنیا کی شرم ہی رات دن آنکہین بند کرکے
پیسہ کمانے کے سوا اس کو اور کوئی دھن ہی نہین ۔ ہم نے زمانہ قیام احمدآباد مین
ایک فہرست دواؤنکی دیکھی تہی جس مین ہر دوا کے ساتھہ نظامی لکھا ہوا تھا حتی کہ شرمناک

امراض کی دواؤن سے بہی نظامی جیسے مقدس نام کو علحدہ نہ رکہا تہا مثلاً حبوب عزاک نظامی ۔ مرہم آتشک نظامی ۔ سفوف مغلظ نظامی وغیرہ افسوس صد افسوس اب خیال فرمائیے اس بیغیرتی و بیشرمی کو کہ بزرگون کے نام کو کس طرح ذریعہ تجارت بنا رکہا ہی پس کیا ممکن ہے کہ ایسے دنیا پرست اور ہوا و ہوس کے بندے کو خاندان چشتی نظامی سے کچہہ فیض روحانی حاصل ہوا ہو اور یہ جائز طور پر بزرگان چشتیہ خصوصاً حضرت محبوب الٰہی کا جانشین کہلانے کا مستحق ہو ہم سیرت نظامی سے حضرت محبوب الٰہی کے فقر و قناعت و مجاہدہ و ریاضت کا کچھ حال نقل کرتے ہین اس سے ناظرین کو اندازہ ہو گا کہ اس بدنام کنندۂ نکو نامی چند" کو کسی طرح بہی نظامی کہلانے اور سجادہ نشین بننے کا حق حاصل نہین ہے۔ سیر الاولیاء مین مذکور ہے کہ جب حضرت محبوب الٰہی نے غیاث پور مین سکونت اختیار کی ہے تو آپکے ہان از حد فقر و فاقہ تھا اور تین چار فاقون کے بعد حضرت کے یاران (خدام و مرید) شہر مین زنبیل گردانی کرتے تھے اور جسقدر ٹکڑے روٹی کے بہم پہونچتے بوقت افطار اُن کو دسترخوان پر حاضر کرتے اور روزہ کھولتے۔ ایک روز یارون نے ٹکڑے دسترخوان پر رکھے تھے اور وقت افطار کے انتظار مین بیٹھے تھے کہ ایک درویش آیا اور یہ خیال کر کے کہ کھانا کھا کر یہ ٹکڑے بچے ہوئے پڑے ہین اُن تمام ٹکڑون کو اُٹھا لیگیا حضرت محبوب الٰہی نے تبسم کر کے فرمایا کہ ہنوز ہم کو بھوکا رکہنا منظور ہے الغرض اس فقر و فاقہ کی یہان تک نوبت پہونچی کہ تمام خادمان حضرت کے نہایت تنگ حال تھے اور یاران اعلی کہ جو حضرت شیخ شیوخ العالم کے مرید اور حضرت محبوب الٰہی کے پیر بہائی تھے انکی بہی حالت نہایت سخت تہی اور فاقہ پر فاقہ کرتے تھے آخر سلطان جلال الدین خلجی کو یہ خبر پہونچی اور اسنے کچہہ فتوحات حضرت کی خدمت مین روانہ کی اور یہ بہی کہلا بہیجا کہ حضرت سلطان المشائخ کا فرمان ہو تو خدمت گاران خانقاہ کے خرچ کے واسطے کچہہ دیہات نذر کیے جائین تا کہ بفراغت طاعت الٰہی مین مصروف ہون۔ حضرت نے سلطان کی اس درخواست کو قبول نہ فرمایا بعض خدام نے جو یہ سُنا تو بالاتفاق حضرت کی خدمت مین حاضر ہو کر عرض کیا کہ خود حضور ان دیہات کی آمدنی سے پانی بہی نہ پیوین مگر ہم خدام کا حال بباعث بھوک

وفقر و فاقہ کے تباہ ہو رہا ہے حضرت نے ان لوگونکی عرضداشت سنکر خیال کیا کہ ان لوگون کے
کہنے سننے کا تو مجھے کچھ فکر نہین ہے زیادہ براین نیست کہ یہ لوگ جاکر میرے پاس سے
چلے جاینگے۔ مگر ہان یاران اعلے سے مجکو مشورہ لینا ضرور ہے تاکہ اُن کا بہی
امتحان ہوجاے کہ قبول دنیا کی بابت کیا رائے دیتے ہین چنانچہ سید محمد کرمانی اور دیگر
مخلصان سے مشورہ لیا کہ دیہات قبول کرنے چاہیئن یا نہین۔ اُن سبنے عرض کیا کہ
مولانا نظام الدین اب تو ہم آپکے گھر مین روٹی کھاتے ہین مگر جب دیہات معین کرلین گے
تو پھر ہم آپکے ہان کا پانی بہی نہ پیوین گے حضرت محبوب الٰہی یہ جواب سُنکر نہایت خوش
ہوئے اور فرمایا کہ مجھکو اور لوگونکی تو کچھ پرواہ نہین ہے میرا مقصود تم لوگون سے ہے بس
تمہارے جواب سے میرا دل بہت خوش ہوا الحمد للہ کہ تم دین کے کام مین میرے مددگار ہو
یاروں کو ایسا ہی ہونا چاہیئے

سیر الاولیاء ہی سے منقول ہے کہ ایام فقر و فاقہ مین ایک شخص حضرت خواجہ محبوب الٰہی
کی خانقاہ ملائک پناہ مین حاضر ہوا اور صورت حال معائنہ کرکے عرض کرنے لگا کہ مین علم
کیمیا سے واقف اور صنعت ذہبی پر قادر ہون یعنی سونا بنانا جانتا ہون اگر حکم ہو تو خادمان
خانقاہ سے کسی کو بتادون تاکہ فقر و فاقہ کی مشقت جاتی رہے اور فراخدستی حاصل ہو۔
حضرت محبوب الٰہی نے تبسم کرکے فرمایا اے عزیز نہ مجکو تیرے زر سے کام ہے اور نہ
ذہب سے۔ دہابی لے اللہ۔ یعنی میرا جانا خدا ہی کیطرف ہے اور اسکے سوا باقی ہوس ہے
ناظرین یہ حال تو حضرت سلطان المشائخ کا اُس زمانہ کا ہے کہ فقر ظاہری خانقاہ سلطانی
کی زیب و زینت بنا ہوا تھا۔ مگر جب فتوحات کا دروازہ کھلا اور بیشمار نقد و غلہ آپکے
یہان آنے لگا اسوقت بہی آپکو اس سے کوئی تعلق نہ تہا بلکہ جو کچھ آتا شام تک اس کو خرچ
فرما دیتے۔ ہر وقت لینے والے حاجتمند آپکے در پر ہجوم کیے رہتے تھے جب وہ زر نقدی بکثرت
آتی اور خرچ نہوتی تو خاطر مبارک کو قرار نہ آتا اور بار بار دریافت فرماتے کہ کچھ باقی تو نہین ہے
سیرت نظامی مین خیر المجالس سے نقل کیا ہے کہ حضرت سلطان المشائخ کا دستور تہا کہ
ہر جمعہ کو خانقاہ شریف کے تمام حجرون مین جھاڑو دلوا دیتے اور تمام مال و اسباب

ہر قسم کا فقرا پر تقسیم کرتے بعد ازان جمعہ کی نماز کو تشریف لے جاتے۔ اگر کسی بادشاہ کے حاضر خدمت ہونے کی خبر پاتے تو نہ ملتے آہ یہ لوگ کیون آتے ہین۔ نہین چاہتے کہ فقیر آرام سے بیٹھے۔ ہزار ہا علماء طلبہ۔ حفاظ آپکے یہان سے پرورش پاتے تھے۔ اکمیر تبہ صبح سے چاشت کے وقت تک کا حساب کیا گیا تو بارہ ہزار روپیہ ہوئے لیکن باوجود اس قدر فتوحات کے حضرت محبوب الٰہی ہمہ تن یاد مولی مین مصروف رہتے دنیا و اہل دنیا سے آپکو کچھہ تعلق نہ تھا جسوقت زیادہ فتوح آپکی خدمت مین آتی تو آپ زیادہ گریہ کرتے اور بار بار فرماتے کہ اس کو تقسیم کر دیا ہے یا نہین اور جب تک کہ وہ تقسیم ہوجاتی آپکو چین نہ آتا ناظرین ہم نے بہت ہی مختصر حال بطور نمونہ کے حضرت محبوب الٰہیؒ کا لکھا ہے اسکو آپ بغور پڑھین اور اُسکے ساتھہ میان حسن نظامی کی تباہ حالی کا اندازہ کرین کہ کسطرح یہ فرزند بزرگون کے نام کو سستے داموں بیچ کر آخرت کی رسوائی مول لے رہا ہے لیکن باوجود ایسی ابتر حالت ہونے کے اس کو قوم کی رہبری اور درویشی ولیڈری کا بھی دعوی ہے افسوس ہزار افسوس۔

اب اخیر مین ہم مناسب سمجھتے ہین کہ حالات حاضرہ کے متعلق مولوی احمد رضا خان بریلوی کا فتوی بھی نقل کر دین اور یہ اس لئے نہین کہ بریلوی صاحب کا فتوی ہمارے لئے کوئی حجت ہے بلکہ اسکے نقل کرنے سے محض یہہ غرض ہے کہ بہت لوگ بریلوی خان کے معتقد ہوکر بھی ہندو مسلم اتفاق مین بڑے زور سے حصہ لے رہے ہین اور چونکہ حضرت حکیم الامۃ مولانا شاہ اشرف علیصاحب مدظلہم ان شورشون سے بوجہ مصلحت اسلامی و بہبودی مسلمانان علحدہ ہین اور ان ہنگامہ آرائیون مین کوئی نفع نہین دیکھتے اسلئے بریلوی پارٹی کے سیاسی لوگ اس بہانہ سے حضرت حکیم الامۃ کے متعلق غلط فہمی پھیلا رہے ہین اور اپنے پیرو مرشد کے فتوون کو چھپاتے ہین۔ گویا ان کے نزدیک یہ موقعہ بغض و عناد ظاہر کرنے کا بہت اچھا ہے چنانچہ حسن نظامی نے بھی کہ عقائد و اعمال مین زیادہ تر بریلوی کی طرف مائل ہوتا ہے حضرت مولانا تھانوی کو مخاطب بنایا۔ اور مولوی احمد رضا خان بریلوی سے کوئی تعرض نہین کیا۔ اسلئے یہ فتوی نقل کرنا ہمین ضروری معلوم ہوتا ہے تاکہ ہسوقت

کوئی بد طینت حضرت مولانا مدظلہم و دیگر علمار خانقاہ امدادیہ تھانہ بھون کی شان مین گستاخی کرنے کا ارادہ کرے وہ اس سے پہلے دو چار لعنتین بریلی بھی بھیجدیا کرے۔

نقل

مسئلہ مسئولہ حاجی محمد خلیل الدین احمد از شہر کہنہ یکم صفر المظفر ۱۳۳۹ھ ہجری

بسم اللہ وحدہ والصلوۃ والسلام علی رسولہ لا نبی بعدہ

کیا فرماتے ہین علمار دین اس مسئلہ مین کہ (۱) مشرکین سے اتحاد و وداد حلال ہے یا نہین (۲) مشرکین کو اپنی حاجت دینیہ مین اپنا لیڈر یعنی ہادی و امام و رہبر بنانا کیسا ہی (۳) مشرک کی نسبت یہ کہنا کہ وہ ہمارے شہر کی خاک کو پاک کرنے کے لئے تشریف لاتے ہین کیا حکم رکھتا ہے (۴) مشرک کے لئے بڑا مرتبہ اور عزت ماننا مطابق اسلام ہے یا نہین (۵) اور اسکے استقبال کو شاندار بنانے کے لئے مسلمانون کا جانا اور اسکی تعظیم (۶) اور اس کی جے بولنا (۷) اور اس کو مہاتما کہنا کیسا ہی۔ بینوا توجروا۔

الجواب

(۱) مشرکین سے اتحاد در کنار وداد حرام قطعی ہے قال اللہ تعالی لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَادُّوْنَ مَنْ حَادَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْا اٰبَاءَهُمْ اَوْ اَبْنَاءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ تو نہ پائیگا ان لوگون کو جنہین اللہ اور قیامت پر ایمان ہی کہ اللہ و رسول کے کسی مخالف سے دوستی کرین اگرچہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا عزیز ہون۔ یہ ہین وہ لوگ جن کے دلون مین اللہ نے ایمان لکھدیا ہی اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد فرمائی اور فرماتا ہے جل وعلا وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ تم مین جو ان سے دوستی کریگا وہ بیشک انہین مین سے ہے۔ یہ ہین قرآن عظیم کی شہادتین کہ ان سے وداد و اتحاد کفر ہے۔ اور یہ کہ اسکے مرتکب ہونگی

مگر کافر۔ مسلمانو۔ قرآن کریم سے بڑھکر کس کا فتویٰ ہے و من اصدق من اللہ حدیثا ٥
اللہ سے بڑھکر کس کی بات سچی ہے واللہ تعالیٰ اعلم (۲) مشرک کو حاجت دینیہ مین ہادی
بنانا امام ٹھیرانا قرآن عظیم مین ہزارہا آیتین گونج رہی ہین کہ وہ گمراہ ہین ہدایت سے بالکل
بیگانہ ہین۔ یہان تک کہ فرمایا ان ھم الا کالانعام بل ھم اضل سبیلا وہ چوپاؤن
کیطرح نرے بے عقل ہی نہیں بلکہ ان سے بھی سخت تر گمراہ تو جو انہین ہادی امام بناویگا
قطعاً قرآن کریم کو جھٹلائیگا۔ اور قطعاً راہ ہلاک پائیگا ع اذا کان الغراب دلیل قوم
سیھدیھم طریق الھالکین ٭ اور روز قیامت ایسا گروہ اس مشرک ہی کے نام سے
پکارا جائیگا قال اللہ تعالیٰ یوم ندعوا کل اناس بامامہم جسدن ہر گروہ کو ہم اُسکے
امام کے ساتھ پکارین گے واللہ تعالےٰ اعلم (۳) لا الٰہ الا اللہ عجب اُن سے کہ مدعی
اسلام ہون اور اسلام کے پورے مدعی بن بیٹھین کیا قرآن عظیم کے رد ہی پر کمر باندھی ہے
واحد قہار فرماتا ہے انما المشرکون نجس مشرک تو نہین مگر نرے گندے۔ بلکہ
عین نجاست۔ عجب کہ نجاست اور مطہر۔ ہان جب ہندو دھرم اختیار کیا تو عجب
نہین کہ گوبر بلکہ لا واللہ اُس سے بھی بدتر۔ گوبر کی نجاست مین ائمہ کو اختلاف ہے او
مشرک کی نجاست پر قرآن کریم کا نص صاف ہے۔ اور آمد سے زمین پاک کرنے مین
نجاست باطن نجاست ظاہر سے کروڑ درجہ بدتر ہے مگر نجاست ظاہری ایک دھا
پانی سے پاک ہوجاتی ہے اور نجاست باطن کروڑ سمندرون سے نہین دُھل سکتی جبتک
صدق دل سے ایمان نہ لائے۔ ہرچہ شوی پلید تر باشد۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
(۴) کیا قسم کھائی ہے کہ قرآن عظیم کا کوئی جملہ سلامت نہ رہین مشرک کے لئے کوئی عزت
نہین اور بڑا درکنار ادنیٰ سے ادنیٰ چھوٹے سے چھوٹا کوئی رتبہ نہین واحد قہار جل و علا
فرماتا ہے وللہ العزۃ ولرسولہ وللمومنین ولکن المنفقین لا یعلمون عزت تو صرف
اللہ اور اسکے رسول اور ایمان والون کے لئے ہے مگر منافقون کو خبر نہین۔
عزیز مقتدر جل و علا فرماتا ہے ان الذین یحادون اللہ و رسولہ اولئک فی الاذلین۔
عزیز مقتدر جل و علا فرماتا ہے اولئک ھم شر البریۃ وہ تمام مخلوق الٰہی سے بدتر ہین

مخلوق مین کہیں مچھر اینٹ۔ مگر یہی ہین قرآن عظیم شہادت دیتا ہے کہ مشرکین ان سے بہی بدتر ہین۔ پھر رتبہ وعزت کیا معنے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۵) اسکی تعظیم سخت سے سخت گناہ کبیرہ اور قرآن عظیم کی مخالفت شدیدہ ہی حدیث مین ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین من وقر صاحب بدعۃ فقد اعان علی ھدم الاسلام جوکسی بدعتی بدمذہب کی تعظیم کرے اُس نے اسلام کے ڈھا دینے پر مدد دی مبتدع کی تعظیم پر یہ حکم ہے مشرک کی تعظیم کس درجہ بیخکنی اسلام ہوگی۔ ولکن المنافقین لا یعلمون استقبال کو شاندار بنانے کے لئے جانا عین تعظیم ہے جو صریح مخالف قرآن عظیم ہی اس جلوس نا مانوس مین ویسے بہی شرکت حرام ہے۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین من سَوَّد مع قوم فھو منھم جوکسی قوم کے جتھے مین شامل ہو وہ انہین مین سے ہے دوسری حدیث مین ہی من کثر سواد قوم فھو منھم جوکسی قوم کا مجمع بڑھائے وہ انہین مین سے ہے تیسری حدیث مین ہی من جاء مع المشرک وسکن معہ فانہ مثلہٗ جو مشرک کے ساتھ آئے اور اُسکے ساتھ رہی بیشک وہ اسی کے مثل ہے۔ واللہ تعالے اعلم

(۶) مشرک کی جے نہ بولیگا مگر مشرک حدیث میں ہی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اذا مدح الفاسق غضب الرب واھتز لذلک العرش جب فاسق کی مدح کیجاتی ہی رب غضب فرماتاہے اور عرش الٰہی کانپ جاتاہے جب فاسق کی مدح پر یہ حکم ہے تو کہان مشرک اسکی مدح کس درجہ موجب غضب شدید رب عزوجل ہوگی واللہ تعالے اعلم

(۷) مہاتما کے معنے ہین "روح اعظم"۔ جو خاص لقب سیدنا جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا ہی مشرک کو اس سے تعبیر کرنا صریح مخالفت خدا ورسول ہے حدیث مین ہی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین لا تقولوا للفاجر یا سید فانہ ان یکن سیدکم فقد اسخطتم ربکم عزوجل فاجر کو "اے سردار" نہ کہو کہ بیشک اگر وہ تمہارا سردار ہو تو تم نے اپنے اوپر اپنے رب عزوجل کا غضب لیا۔ اب ادہر تو فاجر و مشرک کا فرق دیکھو اور اودھر سردار اور روح اعظم کا موازنہ کرو۔ انہین نسبتون سے اسپر اللہ عزوجل کا غضب اشد ہے

والعیاذ باللہ رب العالمین۔ اللہ تعالی مسلمانوں کی آنکھیں کھولے مسلمان کرے مسلمان مارے مسلمان اُٹھائے۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم
(دستخط فقیر احمد رضا خان قادری غفرلہ)

نقل

مسئلہ از شہر محلہ ملوک پور مسئولہ محمود الرحمن صاحب۔ ۲ صفر ۳۹ھ فتوی حضور والا کا دربارہ شرکت جلوس مسٹر شوکت علی وغیرہم فدویان نے مطالعہ کیا اور دوسرے لوگوں کو ہدایت کی۔ مگر بعض آدمی جواب کے الفاظ پر یوں شبہ پیش کرتے ہیں کہ ایسے جلوس میں شریک مولانا شوکت علی و محمد علی صاحبان دو مسلمان ہیں۔ اور مقاصد حال بھی مسلمانوں ہی کے ہیں۔ پس تعظیم ہندو کی جلوس کی کیونکر ہوئی۔ نیز لفظ فمنہ منہم بتلاتا ہے کہ شریک ہونے والے کافر ہو جاوینگے کیا یہ الفاظ حقیقت پر محمول ہیں۔ مہربانی فرماکر ان دونوں شبہوں کا جواب عنایت فرمادیجئے تاکہ حیلہ گروں کو حیلہ کا موقعہ نہ رہے۔

الجواب

اسمیں جو لوگ مسلمان کہلاتے ہیں گاندھی کے تابع ہو کر آرہے ہیں۔ اشتہار کی سرخی میں صرف اسی کی آمد ہے اور اسی کی خدمات اور قربانیوں کا ذکر کرکے اسکے ساتھی یا تابع رکھے گئے ہیں اور پیغام بھی اسیکا سُنانا لکھا ہے پھر یہ جلوس دوسرے کا کیونکر ہو سکتا ہے حدیث کے ارشاد پر نکتہ چینی مسلمان کا کام نہیں یہ فعل کفر ہیں جو دل سے شریک ہو وہ ظاہراً و باطناً کافر ہے۔ اور جو اکراہ و اضطرار و مجبوری محض سے بظاہر شریک ہو اُسے معافی ہے مگر اکراہ صحیح شرعی درکار ہے کسی کی خاطر وغیرہ سے مجبور ہونا شرعاً مجبوری نہیں۔ اور بلا اکراہ شرعی شرکت کفر پر بھی شریعت مطہرہ لزوم کفر و تجدید اسلام و تجدید نکاح کا حکم دے گی۔ واللہ تعالے اعلم۔

نقل مسئلہ

از شہر محلہ ملوک پور چھوٹہ دروازہ مسئولہ سید رونق علی صاحب ۳ صفر ۳۹ھ

کیا فرماتے ہین علماء دین اس مسئلہ مین کہ خلافت اسلامیہ عرب کی کمیٹی کا جلسہ بریلی مین ہوگا مولانا شوکت علی و محمد علی اور مہاتما گاندھی وغیرہ آئینگے بازار سجایا گیا ہے۔ ان سب کا جلوس دھوم دھام سے نکلے گا اور جلسہ مین مسلمان۔ ہندو۔ نیچری۔ شیعہ۔ سب شریک ہون گے۔ ایسی حالت مین مسلمان اہل سنت وجماعت اس جلسہ مین شرکت کرین یا جلوس دیکھین یا نہین اور اس جلسہ مین شرکت جائز ہے یا گناہ۔ کیسا گناہ۔ خدا کے واسطے حکم شرع شریف اس جلسہ مین چندہ دینے اور بیان سننے وغیرہ کا صاف قرآن وحدیث سے بیان فرمایا جاے۔ جواب تعظیم مشرک کے جلوس مین شرکت حرام ہے اور حرام فعل کا تماشہ دیکھنا بھی حرام ہے طحطاوی علی الدر المختار مین ہے التفرج علی الحرام حرام ایسے جلسون مین شرکت گناہ کبیرہ ہے قال اللہ تعالے فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین نبی صلے اللہ تعالے علیہ وسلم فرماتے ہین من سوّد مع قوم فهو منهم حرام کام مین چندہ دینا حرام ہے۔ قال اللہ تعالی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان اور نامسلم کو واعظ مسلمین بناکر اس کا وعظ سننا اشد سے اشد کبیرہ اور بدخواہی اسلام ہے قال اللہ تعالی یریدون ان یتحاکموا الی الطاغوت وقد امروا ان یکفروا بہ ویرید الشیطن ان یضلهم ضلالا بعیدا سائل نے مہاتما لکھا یہ حرام ہے۔ مہاتما بمعنی روح اعظم ہے کہ خاص لقب افضل الملئکہ ہے علیہ و علیہم الصلوۃ والسلام۔ یونہین جو لوگ ایسا مذہب نکالنا چاہین کہ مسلم وکافر کا فرق اٹھادے سنگم و پریاگ کو مقدس علامت ٹھیراوے جو لوگ کہین کہ آج تم نے اپنے ہندو بھائیون کو راضی کرلیا تو اپنے خدا کو راضی کرلیا جو لوگ کہین کہ خدا کی رسی مضبوط تھامنے سے اگرچہ دین ہاتھ سے جاتا رہے مگر دنیا ضرور ملے گی۔ ایسون کو مولانا کہنا حرام ہے۔ حدیث مین فرمایا لا تقولوا للمنافق یا سید فانہ ان یکن سیدکم فقد اسخطتم ربکم۔ واللہ تعالی اعلم

(دستخط فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ)

(اخبار گلزار ہند لاہور مورخہ ۲۷ نومبر ۱۹۲۰ء)

حسن نظامی کی فتنہ انگیزی

—(قوم کی خاص توجہ کے قابل)—

حیرت ہی کہ ایک طرف تو ہندوؤں سے میل ملاپ کی سرگرم کوششیں ہو رہی ہیں اور دوسری طرف بزرگاں اسلام پر گستاخانہ حملہ کرنے کو عمدہ مشغلہ بنا رکھا ہی۔ نہ معلوم یہ کیسا اندھیر ہے۔ آٹھ دس سال کے تجربہ سے ہمیں تو یہ ثابت ہوا ہی کہ جس وقت کوئی تحریک ملک میں عام مقبولیت حاصل کر چکے اور ہر گوشہ سے اسکی تائید میں آوازیں بلند ہونے لگیں تو پھر کسی کو یہ پوچھنے کا حق نہیں رہتا کہ جو کچھ کیا جا رہا ہی یہ حلال ہی یا حرام۔ جائز ہی یا ناجائز۔ گویا صرف اصل تحریک کو مذہب کے تحت میں ہونا ضروری سمجھتے ہیں اس سے غرض نہیں کہ اس کے کامیاب بنانے میں کس قسم کے وسائل سے کام لینا چاہئے۔ اور یہ کہ وہ وسائل ایسے تو نہیں کہ ان سے کام لینے والا اسلام سے خارج ہو جائے۔ اس حقیقت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ بہت سے مقامات میں ہندوؤں کی مشرکانہ رسوم میں شریک ہونے کو نہ صرف جائز و مباح بلکہ باعث صد ناز و افتخار سمجھا گیا ہی۔ مسلمانوں نے پیشانی پر قشقہ لگایا۔ مندروں میں جا کر پھول اڑایا۔ ہندوؤں کا جنازہ اٹھایا۔ گئو ماتا کی جے پکاری۔ رام رام ست کے نعرے لگائے۔ رام لیلا میں دانشیر بنے۔ غرض جو کچھ نہ کرنا تھا سب کر گذرے۔

یہ بے عنوانی دیکھکر جناب مولوی **ظفر احمد** صاحب نے خانقاہ امدادیہ تھانہ بھون سے ایک رسالہ **تحذیر المسلمین عن موالاۃ المشرکین** اور ایک فتویٰ شائع کیا جس میں نہایت قوی علمی و مذہبی دلائل سے ان افعال کا خارج از اسلام ہونا ثابت کیا ہی۔ لیکن افسوس ہی کہ خواجہ **حسن نظامی** نے اپنے رسالہ **ترک قربانی گاؤ** میں بجائے مولوی ظفر احمد صاحب کے حضرت حکیم الامۃ مولانا **اشرف علی** صاحب مدظلہم کو مخاطب بنا کر ایسے ناشائستہ و نازیبا الفاظ قلم سے نکالے ہیں کہ جنکو دیکھ کر معمولی عقل کا آدمی بھی مسلمانوں کی تہذیب کا ماتم کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ بدقسمتی سے خواجہ صاحب کا شمار اُن لوگوں میں کیا جاتا ہی جو قومی کشتی کے ناخدا اور لیڈر اور ریفارمر کہلاتے ہیں۔ جو بزعم خود قوم کے سیاہ و سفید کے مالک بنے بیٹھے ہیں ہم بھی خواجہ صاحب کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ آپ نئی روشنی کے صوفی ہیں۔ گنگا جمنی مذہب رکھتے ہیں۔ قوالی کے دلدادہ ہیں محفل رقص و سرود میں استاد روپ بنا کر تماشائیوں کا دل خوش کر دیتے ہیں۔ صوفیانہ رنگ کا مضمون لکھنے اور مجذوبوں کی سی بڑ ہانکنے میں اچھا ملکہ حاصل کیا ہی۔ شیطان کے مکر و فریب اور نفس امارہ کی پوشیدہ چالوں سے واقف ہونے کے لئے تاش و شطرنج کا مشغلہ ضروری سمجھتے ہیں۔ عجائبات قدرت سے منازل معرفت میں ترقی کرنے کے لئے بائیسکوپ اور سینماٹوگراف میں راتوں کی نیند کھوتے ہیں۔ ہوا و ہوس کے غلبہ میں نیک و بد اور دوست و دشمن کی تمیز مشکل ہو گئی ہی سوائے زر کے تمام دنیا و ما فیہا کو ہیچ خیال کرتے ہیں۔ سکہ رائج الوقت کے تصور میں ہر وقت مستغرق رہتے ہیں فنا فی الدرہم و فنا فی الدینار کے تمام مقامات عرصہ ہوا طے کر چکے ہیں۔ زر کشی کے مراقبہ میں آپ کے قلب پر عجیب غریب تجاویز کا القا ہوتا ہی یہی وجہ ہی کہ بڑے بڑے چالاک عیار اور زمانہ ساز لوگ آپ کے کشف کے قائل ہیں۔ بلکہ آپ کو اپنا پیر سمجھتے ہیں آپ ہمیشہ اپنی دوکانداری چمکانے اور حلقہ مریدین کو وسیع کرنے کے لئے ہوا کا رُخ دیکھتے رہتے ہیں۔ چونکہ آجکل ہندوستان میں ہندو مسلم اتفاق کی ہوا بڑی زور سے چل رہی ہی اس لئے آپ نے ہندوؤں کی خوشنودی اور بیشمار دنیوی منافع حاصل کرنے کے لئے اس موقعہ کو غنیمت سمجھا اور جلدی سے قشقہ لگا کر جے جے پکارنے اور رام رام ست کے نعرے لگانے لگے گائے کو قربانی سے بچانے کے لئے دین و ایمان قربان کرنے کو تیار ہو بیٹھے۔ (یہ) ایک غضب یہ کیا کہ جب مولوی ظفر احمد صاحب نے اپنی عالمانہ تحریر میں مسلمانوں کی حماقت پر ... دی کی تو انکو چھوڑ کر حضرت حکیم الامۃ کی شان میں بیہودہ گوئی کرنے لگے

ناظرین۔ خواجہ صاحب نے حضرت مولانا پر سخت سے سخت تہمتیں لگائی ہیں اور نہ معلوم کس وقت کا پرانا بغض و کینہ نکالا ہے
اس سے پہلے کئی مرتبہ آپنے حضرت مولانا کی مدح سرائی مخلصانہ انداز سے کی ہے اور مخالفین کے بعض اعتراضات کے جواب
بھی دئیے ہیں لیکن آج ہندوؤں کی خوشامد میں اُس تمام خوش عقیدگی کو فراموش کر دیا اور سخت ترین کینہ ور و بیجا دشمن
کیطرح سامنے آکھڑے ہوئے ہیں تو خواجہ صاحب کی اس نیرنگی پر چنداں تعجب نہیں ہوا لیکن افسوس ہے کہ عوام کی نظروں میں
آپکے سیاسی خلوص و للہیت کا سارا راز فاش ہو گیا۔ آپکو تو یہ زیبا تہا کہ جو لغزشیں خود اُن سے اور مسلمانوں سے جوش
اتفاق ہندو و مسلم میں ہوئی ہیں اُن کا اعتراف کرتے ہوئے علماء سے اصلاح کی درخواست کرتے نہ یہ کہ محض اپنی اُردو
نویسی کے گھمنڈ میں ایک علامۂ حق آگاہ پر گستاخانہ حملہ کر کے قوم میں تفرقہ ڈالتے اور سیاست کا تار پود بکھیرنے کی کوشش کرتے
میں خواجہ صاحب سے دریافت کرتا ہوں کہ ملک میں امن و اماں اتفاق و اتحاد قائم کرنیکی کیا یہی صورت ہے کہ ہندوؤں کی
رسوم مشرکانہ[1] میں شریک ہونیکا ثبوت تو قرآن و حدیث سے دیا جائے اور مقتدایانِ اسلام کی شان میں گستاخانہ الفاظ
استعمال کر کے مسلمانوں کے ایک راسخ العقیدہ طبقہ کی دل آزاری کریں۔ علماء پر تحریف قرآن کا الزام لگائیں۔
اور مسٹر گاندہی کی ہر بات پر قرآن مجید کی آیت چسپاں کریں لاحول ولا قوۃ۔ کجا مسٹر گاندہی کجا آیت قرآنی ع
چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ ایک یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ دہلی کے بازاری محاوروں کی مشق کر کے خواجہ صاحب
کو یہ حق کیسے حاصل ہو گیا کہ بڑے سے بڑے مفسر و محدث کو جسطرح چاہیں مخاطب بنائیں افسوس۔ انکو یہ خیال بہی
نہ ہوا کہ حضرت حکیم الامۃ کے ہزاروں لاکھوں مریدین معتقدین جنمیں علماء کی بہی کافی تعداد ہے اس چھچھورپن کو دیکھکر
کیسے برافروختہ ہونگے۔ اور جب چار و ناچار سے اہل علم خواجہ صاحب کے خلاف قلم اٹھائینگے تو محض اُردو نویسی سے
کہاں تک اُنکا مقابلہ کر سکینگے۔ کیا ہندوستان میں آپ ہی واحد اُردو نویس ہیں۔ اور کیا آپ کی اُردو نویسی علوم
دینی پر غالب آسکتی ہے۔ ہمیں اچہی طرح معلوم ہے کہ آپ چند روز مولانا محمد یحییٰ صاحب مرحوم کاندہلوی کی خدمت
میں رہے اور نہایت بے توجہی سے چند ابتدائی رسائل صرف و نحو کے پڑھے اس کے سوا کوئی شہادت نہیں
اور نہ آپ اس کا ثبوت دے سکتے ہیں کہ کسوقت آپنے علوم دینیہ کی تکمیل کی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہندو کا جنازہ اٹھانے پر آپنے
جو استدلال پیش کیا ہے اس سے آپ کی مذہبی معلومات کا راز کہلجاتا ہے۔ چنانچہ آپ لکہتے ہیں کہ مسٹر تلک کے جنازے کو کندھا
دینا کفر کہاں سے ہو گیا رسول خدا نے تو ایک مشہور منافق عبد اللہ بن ابی کے کفن کے لئے اپنا کرتہ بہیجا تہا اور اسکی قبر پر
جا کر مغفرت کی دعا مانگی تہی حالانکہ قرآن میں اسکے منافق اور کافر ہونیکی خبر آچکی تہی اسطرح تو جناب مولانا رسول خدا کو بہی معاذ اللہ کافر بنائینگے
اب سنئے کتب حدیث میں یہ واقعہ اسطرح مذکور ہے کہ عبد اللہ بن ابی منافق مر گیا تو اسکے بیٹے نے آنحضرت صلعم سے درخواست کی آپ
عبد اللہ بن ابی کے جنازے کی نماز بہی پڑھیں اور اپنے جسم مبارک کا کرتہ بہی دیں جسمیں عبد اللہ بن ابی کو لپیٹ کر دفن کیا جائے عبد اللہ بن ابی

---

[1] خواجہ صاحب کا یہ روباہانہ زہد بہی قابل ملاحظہ ہے کہ اول تو اپنے رسالہ کا نام ترک گاؤ کشی رکہا پہر دوسری اشاعت میں
ترک قربانی گاؤ تجویز کیا اور تبدیل نام کی وجہ یہ بیان کی کہ مجھپر یہ اعتراض ہوا کہ "گئو کشی" یہ ہندوؤں کی اصطلاح ہے۔ اسواسطے
یہ نام نہ رکہنا چاہیئے تو میں نے مسلمان بہائیوں کے اعتراض سے اس کا نام بدل دیا۔ ملخصاً۔ خیال کیجئو کہ صرف
کتاب کے نام میں ہندوؤں کی مشابہت اور مسلمان بہائیوں کے اعتراض کا خواجہ صاحب کو اسقدر خیال ہوا
لیکن قشقہ لگانے۔ ہندو کا جنازہ اٹھانے۔ مندر میں جا کر بتوں پر پہول اڑانے پر جب علماء نے ڈانٹا تو ہر ایک کفر کا ثبوت
آیت و حدیث سے دینے لگے۔ کیا کہنے ہیں اس زہد و تقوے کے کیوں نہو آخر نئی روشنی کے صوفی جو ٹہیرے ۱۲

کے بیٹے کی دلداری آنحضرتؐ کو زیادہ منظور تھی کیونکہ یہ بدری صحابی تھے اور آنحضرتؐ کے بڑے فرمانبردار اور پکے مسلمان تھے اور جب بدر کے قیدیوں میں حضرت عباسؓ آئے تھے تو اُن کے پاس کپڑا نہ تھا اُسوقت عبداللہ بن ابی نے اپنا کرتہ حضرت عباس کو دیا تھا اس وجہ سے آنحضرتؐ نے اپنا کرتہ بھی عبداللہ بن ابی کے کفنانے کو دیا اور جنازے کی نماز بھی پڑھی پھر نماز پڑھنے کے تھوڑی دیر بعد حضرت جبرئیل آئے اور یہ آیت نازل ہوئی۔ وَلَا تُصَلِّ عَلَىٰ أَحَدٍ مِّنْهُم مَّاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَىٰ قَبْرِهِ کا ترجمہ اور اُن منافقوں میں سے کوئی مرجاوے تو اُسکے جنازے پر کبھی نماز نہ پڑھیے اور (دفن کے لئے) اسکی قبر پر کھڑے ہو جئے۔ اس سے پہلے کوئی صریح ممانعت منافقوں کے جنازے کی نماز پڑھنے کی نہیں آئی تھی اور اس آیت سے جب صریح ممانعت آگئی تو پھر آپنے کسی منافق کے جنازے کی نماز نہ پڑھی۔ ملخصاً۔

اب خواجہ صاحب ذرا غور کریں کہ کون رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر مخالفت قرآن کی تہمت لگاکر کافر ہوگیا۔ مگر یہ سب جہالت کے کرشمے ہیں۔ بغیر علم دین حاصل کئے محض اٹکل کے تیر چلاکر درویشی ولیڈری کا دم بھرنا اپنے آپ کو دوزخ کا کندہ بنانا ہے۔

یہ بات بھی ظاہر ہے کہ خلافت سے مقصود یہ ہے کہ شاہانہ ذرائع سے حدود اسلامی کی حفاظت اور کلمۃ الحق کی اشاعت کیجائے مگر جب خلافت کی حمایت میں حدود اسلامی سے کوسوں دور جا پڑیں تو خلافت ایسے لوگوں کو کیا نفع پہونچا سکتی ہے بقول شخصے بنیٰ قصرًا وھدم مصرًا یعنی ایک محل تیار کیا اور ایک شہر گرا دیا۔ بعینہٖ یہی حالت اسوقت مسلمانوں کی ہے کہ اسلام کے ایک جز کی حمایت میں دوسرے تمام ارکان کو قربان کرنے کو تیار بیٹھے ہیں اور بجائے دینی نفع کے نقصان اُٹھانے پر تلے ہوئے ہیں۔ یہی بات۔

حضرت علامہ شیخ الہند

اپنے فتوے میں تحریر فرماتے ہیں" اس موقعہ پر اسقدر تنبیہ ضروری ہے کہ ہندو اور مسلمانوں کے ان تعلقات کا یہ اثر نہونا چاہیئے کہ مسلمان اپنی کسی مذہبی حکم کو بدل ڈالیں یا شعائر کفر وشرک کو اختیار کرنے لگیں اگر وہ ایسا کرینگے تو نیکی برباد گناہ لازم کی مثل اپنے اوپر منطبق کرینگے"

پس مولوی ظفر احمد صاحب نے بھی اپنی مُجردد تحریر میں نہایت قوی علمی ومذہبی دلائل سے شعائر کفر وشرک سے بچنے کی تاکید فرمائی ہے مگر خواجہ صاحب نے بجائے اسکے کہ مولویصاحب کی تحریر پر دلبشرط علم وعقل) لب زبانہ نکتہ چینی کرتے حضرت حکیم الامۃ کو خواہ مخواہ مخاطب بناکر اپنا چھچھورپن دکھلایا۔ کیا یہی وہ دردمند دل ہیں جو مسلمانوں کی فلاح وبہبودی کے لئے رات دن تڑپتے ہیں۔ کیا ان کو ہی ہر وقت امن وامان اتفاق واتحاد کی صورت دیکھنے کا انتظار رہتا ہے۔ افسوس صد افسوس شہر رنگون میں بھی خواجہ صاحب کا رسالہ ترک قربانی گاؤ تقسیم کیا گیا ہے اور تقسیم کنندوں نے از راہ شرارت خاص اس نسخہ پر جس میں خواجہ صاحب نے نہایت شرمناک طریقہ سے اُردو نویسی کا جوہر دکھایا ہے خط کھینچدیا ہے۔ جو اشارہ ہے اسطرف کہ ناظرین رسالہ خواجہ صاحب کی صوفیانہ ولیڈرانہ تہذیب کا نمونہ بغور ملاحظہ کریں:۔

ہم اسوقت کمال صبر وتحمل سے کام لیکر خواجہ صاحب کو یہ مشورہ دیتے ہیں کہ علمی ومذہبی مسائل میں قلم اُٹھانیکے آپ ہرگز اہل نہیں ہیں آپکے لئے بہتر یہی ہے کہ کاندھی کی توپ بندوق بنابنا کر نوجوان مریدوں سے پیسے وصول کرتے اور پیٹ پالتے رہیں۔

ہاں غیرت ایمانی اگر کچھ ہی تو اس ناشایستہ حرکت پر پشیمان ہو کر توبہ نامہ شایع کریں اگر اس سے عار آتی ہی تو خاموش رہیں
مذہبی معاملات میں ہرگز دخل نہ دیں ہندوؤں کی خوشامد اور مال و زر کی طمع میں مسلمانوں میں فساد برپا نہ کریں۔
کا غذی توپ بندوق کی آمدنی کو کافی سمجھیں آپ سے پہلے بہت سے علم و عقل کے دشمن علماء ربانی کی بدخواہی میں
ایڑی چوٹی کا زور لگا چکے ہیں مگر کچھ نہ کر سکے بلکہ خود ہی ذلیل و خوار ہوئے۔ آپ بھی اگر اپنا سارا توپخانہ خرچ کر دینگے
تو کچھ نہ بگاڑ سکینگے۔ اس لئے آپ کے لئے خاموشی ہی مناسب ہے ورنہ یاد رکھئے یہ اُردو نویسی کا غرور آپ کو بہت پریشان
کریگا ہمارے پاس آپ کے متعلق معلومات کا اتنا ذخیرہ موجود ہی کہ عرصہ دراز تک ہم آپ کا تعاقب کر سکینگے۔ وما علینا الا البلاغ

کتبہ مشتاق احمد چرتھاولی عفی عنہ ناظم دینیات ہائی اسکول سانڈر یہ مغل اسٹریٹ رنگون (برہما) ۱۳۴۰

الشہاب الثاقب۔ مولوی احمد رضا خاں بریلوی نے مکہ و مدینہ جا کر کس طرح چالاکی سے علماء دیوبند کے خلاف فتوی حاصل کئے
اور عبارتوں کو کاٹ چھانٹ کر علماء حرمین کو کیونکر دھوکا دیا یہ تمام حالات تفصیل کے ساتھ اس کتاب میں درج کئے گئی ہے
گویا یہ کتاب بریلوی صاحب کا سفرنامہ ہی۔ ساتھ کے ساتھ مسایل کی تحقیق بھی تفصیل کے ساتھ کی گئی ہی قیمت آٹھ آنہ ۸؍
سیف النقی۔ اس کتاب نے علماء دیوبند کے مخالفین کو حیرت میں ڈال رکھا ہی۔ کچھ جواب بن نہیں پڑتا قیمت چار آنہ ۴؍
التصدیقات۔ مدینہ منورہ کے ایک عالم کے دریافت کرنے پر علماء دیوبند نے اپنے عقائد کو واضح طور پر بیان فرمایا ہی جسکی تصدیق
علماء مکہ، مدینہ، مصر، دمشق نے فرمائی مخالفین کا سارا طلسم ٹوٹ گیا۔ جعلسازی کی محنت برباد ہو گئی۔ قابل دید ہی قیمت چھ آنہ
افسانہ عبرت۔ خواجہ حسن نظامی اور انکے ہم خیال جو تہمتیں حضرت حکیم الامۃ و دیگر مقتدا علماء پر لگاتے ہیں انکا سرکوب دندان
شکن جواب۔ بہت سے مسائل کی عالمانہ تحقیق قیمت آٹھ آنہ
سر سید کا اسلام۔ اس رسالہ میں سید احمد خاں کی تفسیر سے نیچری عقیدے نقل کر کے انکی جواب تردید کیگئی ہی نیچریت
کو جڑ سے اکھیڑ دیا ہی۔ اس کا مطالعہ بہت ضروری ہی قیمت چھ آنہ ۶؍
کالج کا اسلام۔ علیگڈھ کالج کی تعلیم دینیات اور مذہبی پابندی کی حقیقت۔ قومی ترقی۔ قومی ہمدردی کے اصول قومی
لباس کی تعریف۔ تمدن و سیاست کی بحث غرضکہ عجیب غریب تحقیق کا مجموعہ ہی قیمت چار آنہ ۴؍
سبیل السداد۔ اولیاء اللہ سے مدد مانگنا کیسا ہی اس مسئلہ کی تحقیق حنفی مذہب کے موافق کی گئی ہی اسی بحث میں رسالہ بے نظیر ہی قیمت ۵؍

~~ملنے کا پتہ محمد حمید صابون فروش۔ کالوپور ٹکسال کی پول احمد آباد۔ گجرات~~

خانقاہ امدادیہ تھانہ بھون سے موجودہ شورشوں کے متعلق جو تحریرات شائع ہوئی ہیں یا شائع ہونیوالی ہیں انکی فہرست حسب ذیل ہی
تحذیر المسلمین حصہ اول مولوی عبد الباری صاحب کے ایک خط مفید ۲؍ کا محققانہ مفصل جواب .... ۱؍
تحذیر المسلمین حصہ دوم قربانی گاؤ کے متعلق لیڈران قوم کی طرز **فتنۂ الحاد** خطبہ صدارت ابوالکلام
عمل بہ مفصل کلام۔ .... ۲؍ آزاد کے بعض غلط مضامین اور کفریہ اقوال پر منصفانہ کلام ۴؍
تحذیر المسلمین حصہ سوم مسئلہ ترک موالات پر شرعی تحقیق ۲؍ **فتوی مجدد الف ثانی**۔ کہ ذبیحہ گاؤ عظیم شعائر اسلام ہے ۔ ؍
تحذیر المسلمین حصہ چہارم حسن نظامی دہلوی کے بعض اعتراضات کا مفصل جواب ۶؍ **ہندو مسلم اتحاد پر فتوی شرعی** حامیان خلاف کی تحریرات
ترک گاؤ کشی۔ حسن نظامی کے رسالہ ترک گاؤ کشی و ترک قربانی کے متعلق فتوی .... ۔ ؍
مسئلہ اتقاء الفتن۔ متفرق تحریرات کا مجموعہ جس میں ترک موالات وغیرہ پر کلام ہی زیر طبع

المشتہر مولوی شبیر علی مالک اشرف المطابع تھانہ بھون ضلع مظفر نگر۔

نظم چرتھاولی

خدا کو بھی ہے خوش رکھنا ہنود کو بھی ہے سمجھانا

شریعت اور ملت کو نہ کچھ جانا نہ پہچانا
فقط ڈاڑھی منڈا کر بن گئے مسٹر سے مولانا

انہین منظور ہے اب اتفاق ہندو و مسلم
ہوا واجب بجائے کعبہ ہر دوار کا جانا

لگایا قشقہ پیشانی پہ اور زنار بھی پہنا
کیا اشنان گنگا کا بدل کر کفر کا بانا

در و دیوار گونج اٹھے ہین اب جَے جَے کے نعرون سے
اذان کی جائے بس باقی ہے اک ناقوس بجوانا

نہین رکھا ہے باقی فرق مندر اور مسجد مین
برابر ہو گیا ہے اب وہان جانا یہان آنا

ہوا ہے عشق ان کو کفر اور اسلام دونون سے
خدا کو بھی ہے خوش رکھنا ہنود کو بھی ہے سمجھانا

فنا ہین مر مٹے ہین۔ کھپ گئے ہین قوم کی غم مین
ہے زیبا قوم مین اُن کو فنا فی القوم کہلانا

غرض رکھتے نہین ہین دین سے کچھ لیڈر اُن کی قوم
سمجھتے ہین شہادت کفر پر ہی اپنا مر جانا

نہین پروا رہی جنت کی اُن کو اور نہ دوزخ کی
انہون نے جب سے گاندھی کو ہے اپنا پیشوا مانا

احادیث اور قرآن کو کیا قربان گاندھی پر
ہوئے ہین قوم مین ایسے بھی پیدا عاقل و دانا

نشان اسلام مین ملتا نہین مشکلکشائی کا
رضا پربت پرستونکی ہے اب مقصود کا پانا

نہین ہے عار اُن کو بلکہ فخر اپنا سمجھتے ہین
جنازہ ہندو لیڈر کا اُٹھانا پھول برسانا

مسلمان بنتے ہین والنٹیر اب رام لیلا مین
اور اسکو کہتے ہین وہ ملکی خدمت کا بجا لانا

بھلا ایسی جہالت اور حماقت کی بھی کچھ حد ہے
خوشامد مین سراسر کفر کرنا اسپہ اترانا

جو کہدی بات حق سی۔آئی۔ڈی کہنے لگین اُسکو
سمجھ بیٹھین اُسے دشمن بجا ہو جس کا فرمانا

در توبہ کھلا ہے باز آؤ کفر سے اب بھی
کہے دیتے ہین ہم اپنے کیے پر پھر نہ پچھتانا

خدا کو سونپ دو چرتھاولی کیون آگ مین جلتے ہو
نہین سمجھین گے وہ ہرگز عبث ہے اُنکا سمجھانا

نظم چرتھاولی

ہے جنت کو بھی پُر کرنا سقر کو بھی ہے دہوکانا

جسے ہو علم دین بیشک وہی ہے عالم و دانا
بھلا ڈاڑھی بڑھانے سے کہیں بنتے ہیں مولانا

نہیں یہ طعن ہرگز سنت احمدؐ پہ ای نادان
فقط انکی جہالت ہے ہمیں منظور دکھلانا

ہزاروں ریش والے ہیں مسلماں ملک میں لیکن
کسی بے علم کو کوئی نہیں کہتا ہے مولانا

نہ کچھہ لکھے پڑھے ہیں نام کے فاضل ہیں کہلاتے
نہیں زیبا ہے ان کو علم میں ممتاز ٹہیرانا

ہوئی برباد ساری عمر تو یورپ کے فیشن میں
مگر غسل و تیمم کا طریقہ ہی نہ پہچانا

بنایا لیڈروں نے کیسا شیوہ بیحیائی کا
کمائی قوم کی کھا جانا پھر اوپر سے غرانا

ترانہ ہے خلافت کا کبھی خدام کعبہ کا
سُناتے رہتے ہیں یہ قوم کو ہر دن نیا گانا

کھلا ہو باز سارا قوم پر دام سیاست کا
نہیں آساں مسلمانوں کا اب پھندے میں آجانا

اگر ہے شرم و غیرت کچھہ بھی سمجھا دیں حساب اپنا
وگرنہ ایسے جینے سے کہیں بہتر ہے مرجانا

کیا ہے لیڈروں نے ترک قربانی کو گائی کی
ہمیشہ کے لیے پھر بند ہوگا گم کا کھانا

شعار اسلام کا ہے یا حمایت کفر کی ہے یہ
ذرا انصاف سے کہنا نہ ہرگز اسمین شرمانا

ہوئی ہے اب تو جرأت ہندوؤں کو جا بجا ایسی
زبردستی مسلمانوں پہ کرنا اور دہمکانا

مگر یہ سب تمہارے لیڈروں کا ضعف ایمان ہے
نہیں ممکن تھا ورنہ ہندوؤں کا حد سی بڑہجانا

یہ پیرو ہندوؤں کے ہیں مقلد ہیں نصاریٰ کے
مسلمان جیسا نظر آیا بدل بیٹھے وہی بانا

لگا کر ہیٹ بنتے تھے کبھی صاحب بہادر یہ
مگر اب دل کو بھایا ہے تلک ماتھے پہ چمکانا

کیا شیر و شکر ہے شرک اور توحید دونوں کو
ہے جنت کو بھی پُر کرنا سقر کو بھی ہے دہوکانا

سیاست لیڈروں کی ساری وہمی اور خیالی ہے
نہ سمجھیں خود ہی جب پھر دوسرں کو کیسا سمجھانا

بتاؤ صاف کیا تعریف ہے اجماع امت کی
اگر تم بے خبر ہو پوچھکر لیڈر سے بتلانا

دعاے نصرتِ اسلام ہر مسلم پہ واجب ہے
سوا اسکے نہیں ممکن ہے کچھہ امداد پہونچانا

خدایا کیجیو مقہور بدخواہ خلافت کو
اور اُن کو بھی جو اسکے نام سے کھاتے ہیں ہاہانا

صداقت سے ہی پُر چرتھاولی کا ہر سخن ایسا
پھر اُس کی بات سُنکر تم نے کیوں اتنا بُرا مانا

واخر دعوٰنا ان الحمد للّٰہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسّلام علی رسولہ سیدنا محمد واٰلہٖ واصحابہٖ اجمعین

کـ۔ الراجی رحمۃ ربہ الصمد مشتاق احمد عفی عنہ ساکن قصبہ چرتھاول ضلع مظفرنگر۔ ناظم دینیات ہائی اسکول

نوٹ۔ نظم [illegible] کے جواب میں [illegible] ۱۹۲۱ء [illegible] جواب الجواب ہے

کالج کا اسلام

سر سید کا اسلام دیکھنے کے بعد کالج کا اسلام دیکھنا بھی عجیب لطف رکھتا ہے اول اسکے دیباچہ میں یہ ثابت کیا ہے کہ جو لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ پابندی شریعت سے آدمی مفلس ہو جاتا ہے وہ بڑی غلطی اور دہوکہ میں ہیں یہ مضمون اگرچہ علمی رنگ کا ہے لیکن نہایت دلچسپ اور عام فہم ہے۔ اسکے بعد کالج کی تعلیم دینیات۔ کالج کی نماز۔ کالج کا لباس قومی ترقی۔ قومی ہمدردی۔ یہ تمام مضامین نہایت قوی دلائل سے لکھے گئے ہیں۔ خصوصاً کالج کی تعلیم دینیات و نماز کی کیفیت تو مولانا چرتھاولی کی چشم دید ہے اس رسالہ کے مطالعہ سے نہایت عمدہ نتائج ناظرین کو معلوم ہوتے ہیں اور قدیم و جدید تعلیم یافتوں میں جو اختلافات تعلیمی و ملکی معاملات میں اکثر رہتے ہیں انکا قطعی فیصلہ ہو جاتا ہے۔ نیز امید ہے کہ ناظرین مصنف کی محنت اور وسعت نظر و تعلیمی و قومی معاملات سے دلچسپی کا اندازہ بھی بخوبی ہو جاویگا۔ قیمت چار آنہ ۴؍

نعم الجواب عن مسئلة الحجاب

پردہ کے متعلق مولانا چرتھاولی کا بے مثل و معرکۃ الآرا مضمون ہے اس میں قرآن و حدیث سے پردہ کا وجوب دکھلا کر یہ ثابت کیا ہے کہ عورتوں پر جیسے عام اجنبی مردوں سے پردہ کرنا واجب ہے ایسے ہی غیر محرم پیر کے سامنے بے پردہ ہونا حرام ہے قیمت ڈیڑھ آنہ ۱؍۶

خواجہ بیتی

یعنی نئی روشنی کے صوفی خواجہ حسن نظامی دہلوی کا کچا چٹھا۔ اس میں خواجہ صاحب کی مذہبی و اخلاقی حالت کا نقشہ کھینچکر یہ ثابت کیا گیا ہے کہ آپکا مذہب سوائے زرکشی و دنیا پرستی کے اور کچھ نہیں ہے۔ آپ جیسی ہوا دیکھتے ہیں ویسا ہی رخ بدلتے ہیں زمانہ کی رفتار کے موافق مضامین لکھنا خواہ اُن سے دین و مذہب کیسا ہی برباد کیوں نہو آپ ہی کا حصہ ہے۔ اس میں آپ کے سلوک و تصوف اور درویشی و فقیری کی حقیقت بھی خوب بیان کی گئی ہے آپ کے مضامین سے نوجوانوں پر کیسا اثر پڑتا ہے اور آپکی اردو نویسی کہاں تک مذہب و اخلاق کو تباہ کرنے والی ہے اس کی کافی وضاحت کی گئی ہے۔ امید ہے کہ ناظرین خصوصاً خواجہ صاحب اسکے مطالعہ سے مصنف کی محنت کی داد دینگے قیمت چھ آنہ ۶؍

دوسرے جلیل القدر علماء کی تصانیف

[illegible] الشیاطین

مولوی احمد رضا خان بریلوی نے مکہ و مدینہ جا کر علماء دیوبند کے خلاف کسطرح چالبازی سے فتوی حاصل کیئے اور تھوڑے ہی دن کے بعد حقیقت ظاہر ہونے پر علماء حرمین و شریف مکہ نے بریلوی صاحب کے ساتھ کیا سلوک کیا یہ تمام [illegible]فات مفصل طور پر اس کتاب میں لکھے گئے ہیں قابل ملاحظہ ہے قیمت آٹھ آنہ۔ ۸؍

[illegible] عقائد معروف به المہند

مدینہ منورہ کے ایک عالم کے دریافت کرنے پر علماء دیوبند نے اپنے عقائد کو واضح طور پر بیان فرمایا ہے جسکی تصدیق علماء مکہ مدینہ مصر دمشق نے فرمائی مخالفین کا سارا طلسم ٹوٹ گیا جعلسازی کی محنت برباد ہو گئی انشاء اللہ تعالیٰ اسکے مطالعہ سے ناظرین کو علمائے دیوبند کی حقانیت بخوبی روشن ہو جاویگی قیمت چھ آنہ ۶؍

سیف النقی علی راس الشقی — اس رسالہ مین ثابت کیا گیا ہے کہ مولوی احمد رضا خان بریلوی کے فتوی سے اُنکے باپ مولوی نقی علی خان صاحب اور دادا مولوی رضا علی خان صاحب اور دادا پیر حضرت شاہ حمزہ صاحب مارہروی بہی کافر ہو گئے - قیمت چار آنہ ۴ر

ملنے کا پتہ

عبد الحمید صابون فروش کالوپور ٹکسال کی پول احمد آباد گجرات

سبیل السداد فی مسئلہ الاستمداد — اس رسالہ مین غیر اللہ سے مدد مانگنے کی تمام صورتین بیان کرکے مذہب حنفی کے موافق جائز طریقہ عالمانہ تحقیق سے لکہا گیا ہے قیمت چہ آنہ ۶ر

تجلیات انوار المعین — بریلوی صاحب کی تردید مین مولانا معین الدین صاحب اجمیری کا پر ظرافت رسالہ قیمت پانچ آنہ - ۵ر

الاقتصاد فی التقلید والاجتہاد — اس بے نظیر رسالہ مین فرقہ غیر مقلدین کی زیادتی کو ظاہر کرکے وجوب تقلید دلائل قاہرہ قائم کیے ہین کہ جن کو دیکہکر کسی حق طلب منصف مزاج کو سوا [illegible] کے چارہ نہین ہو سکتا درحقیقت اس فتنہ و فساد کے زمانہ مین یہ رسالہ حرز جان بنانیکے قابل ہے قیمت [illegible]

ہدایۃ المعتدی فی قراءۃ المقتدی — اس احادیث سے ثابت کیا گیا ہے کہ امام کے پیچہے الحمد پڑہنا منع ہے اس سے قبل ایسی تحقیق آپ نے نہ دیکہی ہوگی قیمت .. ۴ر

الرای النجیح فی عدد رکعات التراویح — احادیث صحیحہ سے تراویح کا بیس رکعت ہونا اور نماز تراویح و تہجد کا علحدہ علحدہ ہونا ثابت کیا گیا ہے قیمت دو آنہ - ۲ر

ہدایۃ الشیعہ - مجتہد شیعہ لکہنوی کے دس سوال کا دندان شکن جواب جس کو شیعہ دیکہتے اور شرماتے ہین قیمت پانچ آنہ - ۵ر

القول الصحیح فی مکائد المسیح — مرزا غلام احمد قادیانی کے متعلق علمائے دیوبند کا فتوی قیمت ایک آنہ ۱ر

الخطاب الملیح فی تحقیق المہدی والمسیح — مرزا قادیانی کے اقوال کا رد حضرت عیسی علیہ السلام کی وفات حیات کی تحقیق آیہ انی متوفیک کی تفسیر اور نزول عیسی وغیرہ [illegible]

ملنے کا پتہ — عبد الحمید صابون فروش کالوپور ٹکسال کی پول احمد آباد گجرات